مُعاشرتی عُلُوم

ضِلع ایبٹ آباد



تیسری جماعت کے لیے

این۔ ڈبلیو۔ ایف۔ پی ٹیکسٹ بُک بورڈ، پشاور



تیار کردہ : این۔ ڈبلیو۔ ایف۔ پی ٹیکسٹ بک بورڈ، پشاور ومنظور شدہ محکمۂ تعلیم صُوبہ سرحد۔ بطورِ واحد نصابی کتاب برائے جُملہ مدارِس ضلع ایبٹ آباد۔

مُصنّفین :

(حصّہ تاریخ) پروفیسر علاءُ الدّین خلجی،

کالج آف ایجوکیشن، پشاور یونیورسٹی۔

(حصّہ جغرافیہ) عتیق الرّحمٰن صدّیقی (ایم۔ اے۔ بی۔ ایڈ)

کالج آف ایجوکیشن برائے ایلیمنٹری اساتذہ ہری پُور۔

نظرِ ثانی و تدوینِ نو : ڈاکٹر مُمتاز منگلوری، ماہرِ مضمون

مُحمّد حلیم، ماہرِ مضمون

این۔ ڈبلیو۔ ایف۔ پی ٹیکسٹ بک بورڈ، پشاور۔

لے آؤٹ و ڈیزائننگ : ڈاکٹر ممتاز منگلوری



طابع : محمّد جاوید حمید

مطبع : جاوید ریاض پرنٹرز، لاہور

کوڈ نمبر: BP/E-4-B12





مُعاشرتی عُلوم

ضِلع ایبٹ آباد

تیسری جماعت کے لیے











این۔ ڈبلیو۔ ایف۔ پی ٹیکسٹ بُک بورڈ، پشاور







فہرست مضامین



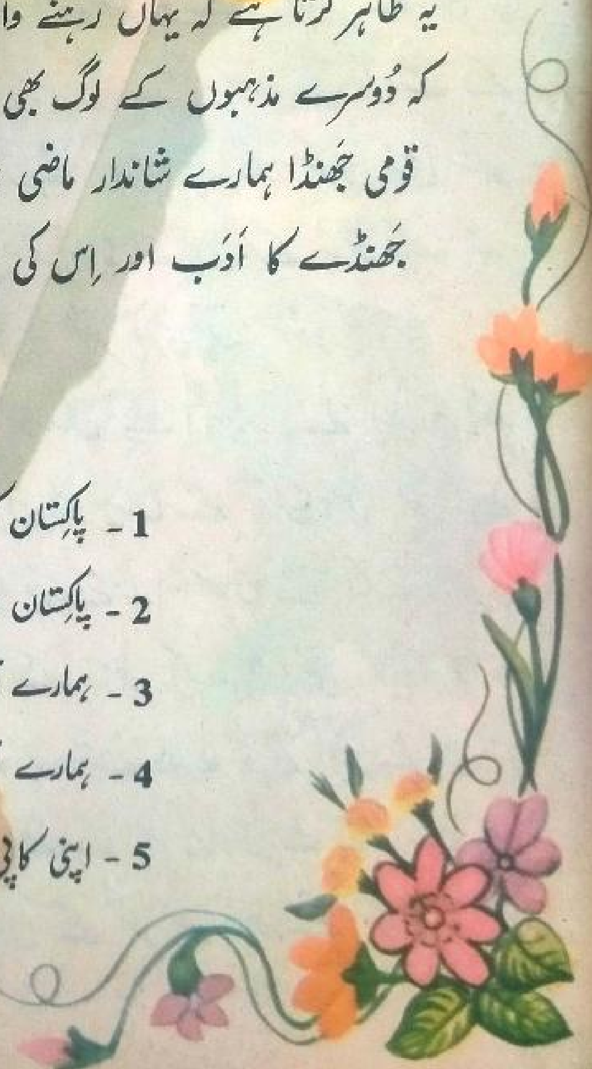


بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہمارا وَطَن

پاکِستان ہمارا پیارا وَطَن ہے۔ یہ 14 اگست 1947ء کو بنا۔ مُسلمانوں نے قائدِ اعظمؒ کے ساتھ مِل کر کوشش کی اور پاکِستان حاصِل کِیا۔ ہم سب کو اپنے وَطَن سے بہُت محبّت ہے۔ پاکِستان حاصل کرنے کا مقصد یہ تھا کہ ہم آزاد ہوں اور اپنے مُلک میں اللہ اور اُس کے رسُولؐ کے بتائے ہُوئے طریقے کے مُطابق زندگی گزاریں۔

یہ ہمارا قومی جھنڈا ہے۔ اِس میں دو رنگ ہیں، سَبز اور سُفید۔ جھنڈے کا سبز حصّہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہاں رہنے والوں میں مُسلمان زیادہ ہیں۔ سُفید حصّے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دُوسرے مذہبوں کے لوگ بھی یہاں رہتے ہیں۔ سَبز حصّے پر چاند تارا بنا ہُوا ہے۔ ہمارا قومی جھنڈا ہمارے شاندار ماضی، روشن حال اور بہتر مُستقبل کو ظاہر کرتا ہے۔ اپنے قومی جھنڈے کا اَدَب اور اِس کی حِفاظت کرنا ہم سب کا فرض ہے۔



سوالات

1 - پاکِستان کب بنا ؟

2 - پاکِستان حاصل کرنے کا مقصد کیا تھا ؟

3 - ہمارے قومی جھنڈے میں کون سے رنگ ہیں ؟

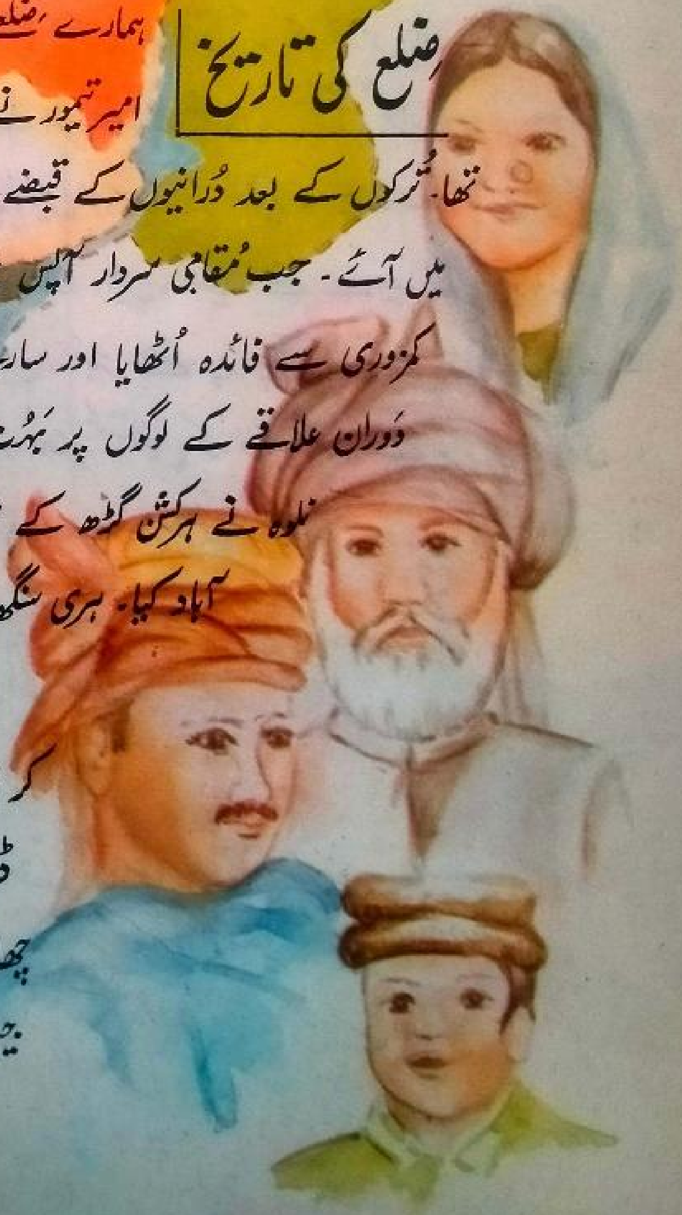
4 - ہمارے قومی جھنڈے میں سَبز رنگ کیا ظاہر کرتا ہے ؟

5 - اپنی کاپی پر پاکستان کا جھنڈا بنائیے۔

ہمارا ضِلع

کئی گاؤں مِل کر ایک تحصیل بنتی ہے۔ چند تحصیلیں مِلا کر ضِلع بنایا جاتا ہے۔ ضِلع ایبٹ آباد صُوبہ سرحد کے بارہ ضِلعوں میں سے ایک ہے۔ اِس کی دو تحصیلیں ہیں۔ تحصیل ایبٹ آباد اور تحصیل ہری پُور۔

ضِلع کی تاریخ



ہمارے ضِلعے کی تاریخ بہت پُرانی ہے۔ قریبًا چھ سو سال پہلے امیر تیمور نے یہ علاقہ فتح کر کے تُرکوں کے اِختیار میں دے دیا تھا۔ تُرکوں کے بعد دُرانیوں کے قبضے میں رہا اور پھر مُختلف عِلاقے مُقامی سرداروں کے قبضے میں آ گئے۔ جب مُقامی سردار آپس میں جھگڑنے لگے تو کمزور ہو گئے۔ سِکھّوں نے اُن کی کمزوری سے فائدہ اُٹھایا اور سارے علاقے پر قابض ہو گئے۔ سِکھّوں کی حکومت کے دَوران علاقے کے لوگوں پر بہُت ظُلم ہوتے رہے۔ ہزارہ پر سِکھ حکمران ہری سِنگھ نلوہ نے ہرکِشن گڑھ کے نام سے ایک قلعہ بنایا اور اِس کے ساتھ ایک شہر آباد کیا۔ ہری سِنگھ کے نام سے یہ شہر ہری پُور مشہُور ہُوا۔

قریبًا ڈیڑھ سو سال پہلے انگریزوں نے ہزارہ پر قبضہ کر لیا۔ کیپٹن جیمز ایبٹ یہاں کے نِگرانِ اعلیٰ اور پہلے ڈپٹی کمشنر مُقرّر ہُوئے۔ اُنھوں نے ایک فوجی چھاؤنی بنائی جِس کے ساتھ ایک شہر بھی آباد ہُوا۔ جیمز ایبٹ کے بعد آنے والے ڈپٹی کمشنر نے اِس شہر کا نام جیمز ایبٹ کے نام پر ایبٹ آباد رکھا۔

انگریزوں کے ظُلم جب حد سے بڑھے تو یہاں

کے لوگوں میں اُن کے خلاف نفرت پیدا ہوگئی اور پورے مُلک کے مُسلمان آزادی حاصل کرنے کے لیے جدوجُہد کرنے لگے۔ قائدِاعظمؒ نے مسلمانوں کے لیے آزاد وطن پاکستان کا مطالبہ کیا تو ہزارہ کے عوام بھی اُن کے ساتھ شامل ہوگئے۔

آخر کار بڑی کوشش اور بہُت سی قربانیوں کے بعد 14 اگست 1947ء کو آزاد اِسلامی مُلک پاکستان بنا اور ہزارہ بھی اِس کا ایک ضلع قرار پایا۔

آزادی کے بعد اِس علاقے نے خُوب ترقّی کی ہے۔ جگہ جگہ سکول اور کالج کُھلے ہیں۔ نئے کارخانے قائم ہُوئے ہیں۔ ڈیم (بند) بنے اور کئی جگہوں پر ہسپتال قائم کیے گئے ہیں۔ ضِلع ہزارہ ایک وسیع علاقے پر پھیلا ہُوا تھا۔ اِس لیے حکومتِ پاکستان نے یکم اکتوبر 1976ء کو اسے ڈویژن کا درجہ دے کر پُورے علاقے کو تین ضِلعوں یعنی ضِلع ایبٹ آباد، ضلع مانسہرہ اور ضِلع کوہستان میں تقسیم کیا۔

ہمارا ضِلع بہُت خُوبصُورت اور سَرسبز ہے۔ یہاں باڑہ گلی، کالاباغ، نتھیا گلی، ڈُونگا گلی، چھانگلا گلی، ایُوبیہ، خانس پُور، ٹھنڈیانی اور تربیلا ڈیم جیسے قابلِ دید مقامات ہیں۔ اِن جگہوں کو دیکھنے کے لیے پاکستان کے علاوہ دُوسرے ملکوں سے بھی لوگ آتے ہیں۔

حدُودِ اَربعہ

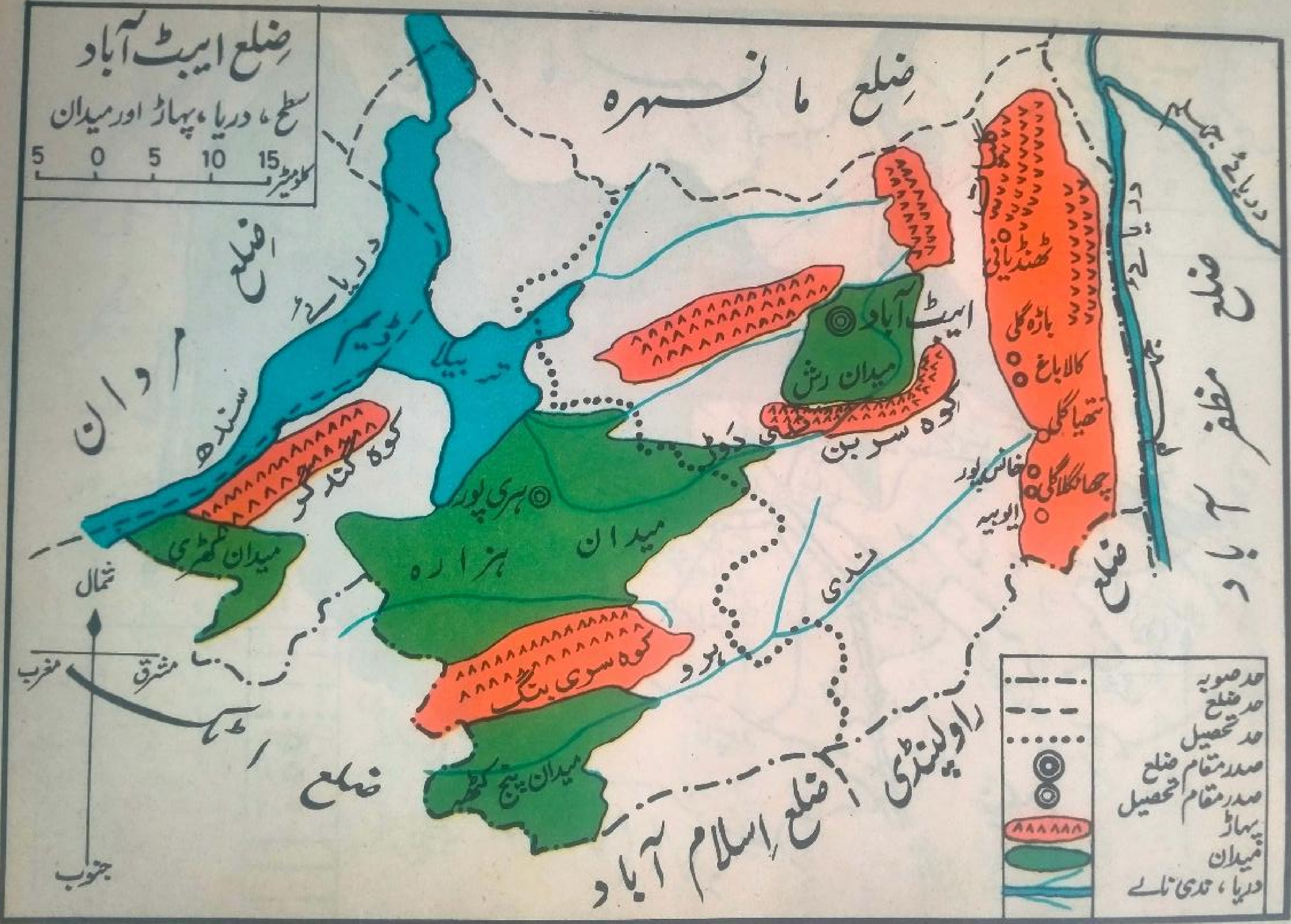
حدُودِ اَربعہ اُن چار حدّوں کو کہتے ہیں جو کِسی جگہ یا علاقے کو گھیرے ہُوئے ہوں۔ ہمارے ضلعے کی حدُودِ اَربعہ یہ ہیں:

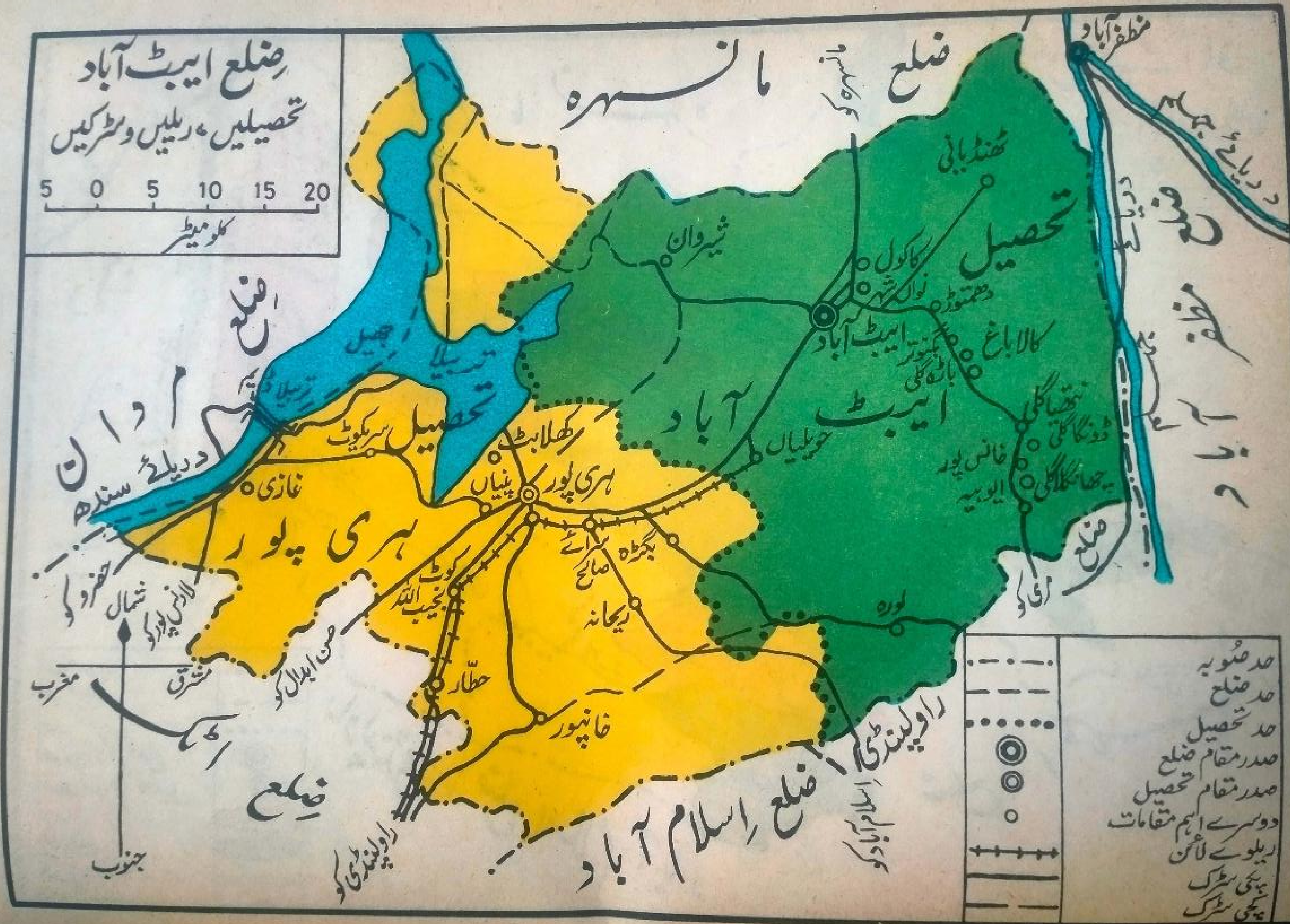
ہمارے ضلعے کے شمال میں ضِلع مانسہرہ اور کشمیر کا علاقہ ہے۔ جنوب کی سِمت صوبہ پنجاب کا ضِلع راولپنڈی اور ضِلع اٹک ہے۔ مشرق کی طرف ضِلع راولپنڈی اور مغرب کی طرف ضِلع مردان واقع ہے۔

سطح : زمین کی حالت ہر جگہ ایک جیسی نہیں ہوتی۔ کہیں
بڑے بڑے میدان ہیں اور کہیں اُونچے اُونچے پہاڑ، کہیں وادیاں ہیں اور کہیں
دریا بہتے ہیں۔ زمین کی اُونچ نیچ کی اِس حالت کو سطح کہتے ہیں۔ ہمارے ضلع میں درجِ ذیل
قسم کی سطح پائی جاتی ہے :

پہاڑ : ہمارے ضلعے کے مشہور پہاڑ یہ ہیں : کوہِ سربن ، گلیات کے پہاڑ ، کوہِ گندگر،
کوہِ بگڑہ اور کوہِ سری بنگ۔ کوہِ سربن ہمارے ضلعے کے صدر مقام ایبٹ آباد کے جنوب
مشرق میں واقع ہے۔ اس کی بلندی 1772 میٹر ہے۔ ہمارے قومی شاعر علّامہ مُحمّد اقبال ؒ نے بھی
ایک نظم میں اِس کا ذِکر کیا ہے۔ گلیات کے پہاڑ ہمارے ضلعے کے مشرقی حصّے میں واقع
ہیں۔ اِس سِلسلے میں میرا جانی ، مکش پوری اور ٹھنڈیانی کی چوٹیاں بہُت بلند ہیں۔ میرا جانی
کی اُونچائی 3016 میٹر ، مکش پُوری کی 2827 میٹر اور ٹھنڈیانی کی 2720 میٹر ہے۔ گلیات
کے پہاڑوں میں سب سے مشہور مقام نتھیا گلی ہے جہاں ہماری صوبائی حکومت کی سرکاری
عمارات بنی ہُوئی ہیں۔ ہمارے ضلعے کے باقی پہاڑ یعنی کوہِ گندگر ، کوہِ بگڑہ اور کوہِ سری بنگ
تحصیل ہری پُور میں واقع ہیں۔ کوہِ گندگر کی بلندی 1908 میٹر ہے۔

میدان : میدان ہزارہ ہمارے ضلعے کا سب سے بڑا میدان ہے۔ اِس میدان کے کئی
حِصّوں کو ندی دوڑ سیراب کرتی ہے۔ دُوسرا بڑا میدان رش ہے۔ اِرد گِرد پہاڑوں کی
وجہ سے اِس میدان میں خُوب بارش ہوتی ہے۔ اِن دونوں میدانوں
میں مکئی ، گندم ، چاول ، ماش اور کئی دُوسری فصلیں پیدا
ہوتی ہیں۔ اِن دو بڑے میدانوں کے علاوہ


ضلع ایبٹ آباد
سطح، دریا، پہاڑ اور میدان
5 0 5 10 15
کلومیٹر
ضلع مانسہرہ
ضلع مظفر آباد
دریائے جہلم
دریائے کنہار
ضلع راولپنڈی
ضلع اسلام آباد
ضلع اٹک
دریائے سندھ
تربیلا ڈیم
ٹھنڈیانی
باڑہ گلی
کالاباغ
نتھیا گلی
چھانگلا گلی
ایبٹ آباد
میدان رش
کوہ سربن
دوڑ ندی
ہری پور
میدان ہزارہ
کوہ سری بنگ
ہرو ندی
میدان پنج کٹھہ
کوہ گندگر
میدان تکھڑی
خانس پور
ایوبیہ
شمال
جنوب
مشرق
مغرب
حد صوبہ
حد ضلع
حد تحصیل
صدر مقام ضلع
صدر مقام تحصیل
پہاڑ
میدان
دریا، ندی نالے


ضلع ایبٹ آباد
تحصیلیں، ریلیں و سڑکیں
5 0 5 10 15 20
کلومیٹر
ضلع مانسہرہ
ضلع اٹک
ضلع اسلام آباد
ضلع مظفر آباد
تحصیل ایبٹ آباد
تحصیل ہری پور
ایبٹ آباد
ہری پور
ٹھنڈیانی
شیروان
کاکول
نواں شہر
دھمتوڑ
کالا باغ
حویلیاں
ہری پور
پنیاں
خلابٹ
سرائے صالح
بگڑہ
ریحانہ
کوٹ نجیب اللہ
حطّار
خانپور
لورہ
غازی
سریکوٹ
ڈونگا گلی
خانس پور
ایوبیہ
تربیلا ڈیم
جھیل
دریائے سندھ
دریائے جہلم
مظفر آباد
مانسہرہ کو
راولپنڈی کو
راولپنڈی اسلام آباد کو
حسن ابدال کو
حضرو کو
مری کو
شمال
جنوب
مشرق
مغرب
حد صوبہ
حد ضلع
حد تحصیل
صدر مقام ضلع
صدر مقام تحصیل
دوسرے اہم مقامات
ریلوے لائن
پکی سڑک
کچی سڑک

کھڑی اور پنج کٹھ کے میدان قابلِ ذکر ہیں۔

دریا: ہمارے ضلعے میں کوئی بڑا دریا نہیں ہے۔ دریائے سندھ ضلعے کے تھوڑے سے حصّے میں سے ہو کر گزرتا ہے۔ اِس پر تربیلا کا مشہور بند (ڈیم) بنایا گیا ہے۔ یہ بند دُنیا میں مٹّی کا سب سے بڑا بند ہے۔ دریائے سِندھ کے علاوہ یہاں ندی دَوڑ کافی مشہور ہے۔ یہ بیرن گلی کے پہاڑوں سے نِکل کر ہرنو، عزیز آباد، حویلیاں اور ہری پُور کے قریب سے گزرتی ہے۔ دُوسری مشہور ندی کا نام ہرو ہے۔ یہ گلیات کے پہاڑوں سے نِکلتی ہے اور خان پُور کا علاقہ سیراب کرتی ہے۔ ندی ہرو پر خان پُور ڈیم بنایا گیا ہے۔

وادیاں: پہاڑوں کے درمیان تنگ ہموار علاقے وادِیاں کہلاتی ہیں۔ ہمارے ضلعے میں کئی خوبصُورت وادیاں ہیں۔ اِن میں گلیات اور ایبٹ آباد کی وادیاں زیادہ مشہُور ہیں۔

سوالات

1۔ ایبٹ آباد کو کس نے آباد کیا ؟

2۔ ضلع ایبٹ آباد موجودہ صُورت میں کب سے وجود میں آیا ہے ؟

3۔ ہمارے ضلعے کے مشہور مقامات کون کون سے ہیں ؟

4۔ گلیات کے پہاڑوں میں سب سے اُونچی چوٹی کون سی ہے ؟

5۔ نتھیا گلی کِس وجہ سے مشہُور ہے ؟

6۔ ہمارے ضلعے کا سب سے بڑا میدان کون سا ہے ؟

7۔ تربیلا ڈیم اور خان پور ڈیم کِس کِس دریا یا ندی پر بنائے گئے ہیں ؟

8۔ ہمارے ضلعے کا حدُود اربعہ کیا ہے ؟

مَوسم اور آب و ہَوا

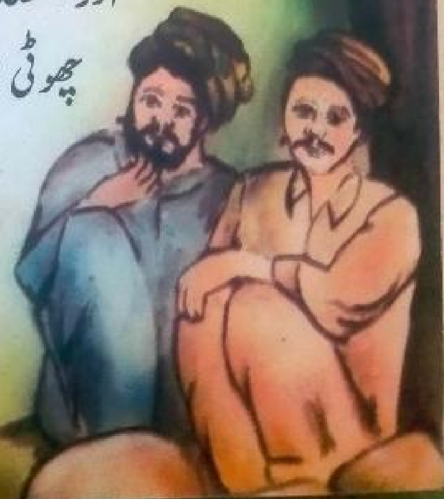
آپ دیکھتے ہیں کہ کبھی سردی ہوتی ہے کبھی گرمی۔ کبھی بارِش ہوتی ہے اور کبھی تیز ہَوائیں چلتی ہیں۔ کچھ مہینے ایسے بھی آتے ہیں جب نہ زیادہ گرمی ہوتی ہے نہ زیادہ سردی۔ سردی، گرمی اور بارش کی اِس حالت کو مَوسم کہتے ہیں اور سال بھر کے مَوسموں کی بدلتی ہُوئی حالت کو آب و ہَوا کہتے ہیں۔

سال میں چار مَوسم ہوتے ہیں، مَوسمِ گرما، مَوسمِ خزاں، مَوسمِ سَرما اور مَوسمِ بہار۔ ہمارے ضلعے میں بھی یہ مَوسم اِسی طرح آتے ہیں۔

مَوسمِ گرما

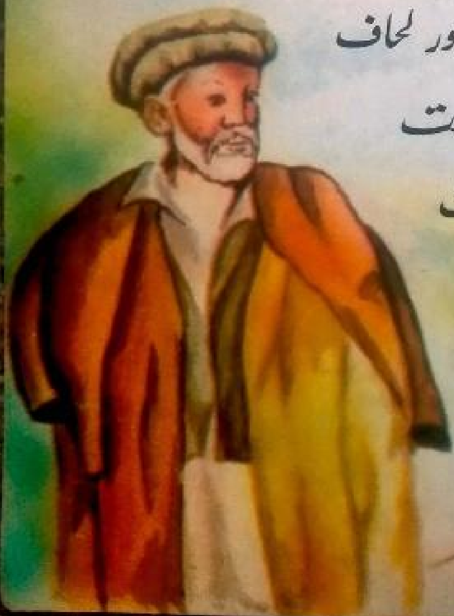
موسمِ گرما مئی کے مہینے سے اگست کے آخر تک رہتا ہے۔ سب سے زیادہ گرمی جُون میں ہوتی ہے۔ زیادہ گرمی میں کام کاج کرنا اور گھر سے باہر نکلنا مُشکِل ہوتا ہے۔ سکول بھی بند ہو جاتے ہیں۔ لوگ ہلکے پُھلکے کپڑے پہنتے ہیں اور ٹھنڈا پانی پیتے ہیں۔ دِن لمبے اور راتیں چھوٹی ہوتی ہیں۔ ہمارا ضِلع چونکہ سَرسبز پہاڑی علاقہ ہے اِس لیے یہاں زیادہ گرمی نہیں پڑتی اور موسمِ گرما خُوشگوار ہوتا ہے۔





موسمِ خزاں موسمِ خزاں ستمبر سے شروع ہو کر اکتوبر کے آخر تک رہتا ہے۔ اِن مہینوں میں گرمی کم ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ راتیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ دِن رات تقریباً برابر برابر ہونے لگتے ہیں۔ پہاڑوں پر گھاس سُوکھ جاتی ہے اور پھُول بھی نہیں کھِلتے۔ درختوں کے پتّے جھڑ جاتے ہیں، اِس لیے اِس موسم کو "پت جھڑ" بھی کہتے ہیں۔ اِس موسم میں چیڑ کی قسم کے درختوں کے پتّے نہیں گرتے اور وہ سرسبز رہتے ہیں۔

موسمِ سرما موسمِ سرما یعنی سردی کا موسم نومبر سے شروع ہوتا ہے اور مارچ کے وسط تک رہتا ہے۔ ہمارے ضلعے میں دسمبر، جنوری اور فروری سردی کے مہینے ہوتے ہیں۔ اکثر پہاڑوں پر برف باری ہوتی ہے جس کی وجہ سے ٹھنڈی ہوائیں چلتی ہیں اور سخت سردی پڑتی ہے۔ اِس موسم میں لوگ گرم کپڑے پہنتے ہیں اور لحاف اوڑھ کر سوتے ہیں۔ اِس موسم میں سب درخت ٹُنڈ مُنڈ دکھائی دیتے ہیں۔ دِن بہُت چھوٹے اور راتیں لمبی ہوتی ہیں۔





موسمِ بہار

مارچ کے مہینے میں موسم بدلنا شروع ہوتا ہے۔ ہمارے ضلع میں مارچ اور اپریل کے مہینوں میں نہ سردی ہوتی ہے نہ گرمی، بلکہ موسم مُعتدِل اور خُوش گوار ہوتا ہے۔ باغوں میں پھُول کھلتے ہیں۔ درختوں پر نئے نئے پتّے نکلتے ہیں اور ہرے بھرے ہو جاتے ہیں۔ دِن رات ایک بار پھر برابر ہونے لگتے ہیں۔ پرندے جو سردیوں میں گرم علاقوں میں چلے جاتے ہیں، اِس موسم میں واپس آ جاتے ہیں اور خُوشی سے چہچہاتے ہیں۔ اِس موسم کو موسمِ بہار کہتے ہیں۔

سوالات

1- سال میں کُل کتنے موسم ہوتے ہیں؟ اِن کے نام بتائیں۔

2- آپ کے ضلع میں گرمی کا موسم کب شروع ہوتا ہے؟

3- بہار کے موسم میں گرمی ہوتی ہے یا سردی؟

4- سردی کے موسم میں دِن بڑے ہوتے ہیں یا راتیں؟



ذرائع آب پاشی

ہوا کی طرح پانی بھی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اِنسان، حیوان، درخت اور پودے اِس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔ پانی کے بغیر زندگی ناممکن ہے۔ نبی کریم صَلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا، "پانی کو ضائع مت کرو"۔

پانی کی یہ نعمت اللہ تعالیٰ ہمیں دو ذریعوں سے عطا کرتا ہے، ایک بارش کے ذریعے اور دُوسرے اُن ذخیروں کے ذریعے جو زمین کے نیچے جمع ہوتے ہیں۔ بارش ہوتی ہے تو ندی نالے بھر جاتے ہیں اور کھیتوں کو سیراب کرتے ہیں، لیکن جب بارش نہ ہو یا کم ہو تو ہمیں زمین کے اندر سے پانی نِکالنا پڑتا ہے کیونکہ زمین سے پیداوار حاصل کرنے کے لیے زمین کو پانی دینا ضروری ہوتا ہے۔ جن طریقوں سے ہم اپنی زمینوں اور کھیتوں کو سیراب کرتے ہیں اِنھیں ذرائع آب پاشی کہتے ہیں۔ دریا، نہریں، کنوئیں، ٹیوب ویل، تالاب، چشمے اور بند (ڈیم) مختلف ذرائع آب پاشی ہیں۔

ہمارے ضِلع کے ذرائع آب پاشی یہ ہیں:

بارشیں اور برف

یہ آب پاشی کے قدرتی ذریعے ہیں۔ ہمارے ضِلع میں کافی بارش ہوتی ہے۔ بارش کا پانی زمین میں جذب ہوتا ہے اور اِس سے کھیت بھی سیراب ہوتے ہیں۔ زیادہ تر بارش کا پانی تیزی سے بہہ جاتا ہے۔ اکثر پہاڑوں پر بہت برف گرتی ہے۔

برف پگھل کر پانی
بن جاتی ہے۔ یہ پانی ندیوں کی صورت
میں نشیبی علاقوں کی طرف بہتا رہتا ہے۔ ان ندیوں
سے نالے نکال کر آب پاشی کی جاتی ہے۔

دریا اور نہریں

ہمارے ضلع کی شمال مغربی سرحد کے ساتھ دریائے سندھ بہتا ہے۔ اس دریا پر تربیلا کے مقام پر ایک بہت بڑا بند (ڈیم) بنایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ندی ہرو پر خان پور میں، ندی کاہل پر موضع کاہل میں بڑے بندوں کے علاوہ موضع بھٹڑی، بگڑہ اور بھجوالہ میں بھی چھوٹے چھوٹے بند بنائے گئے ہیں۔ ان بندوں سے جگہ جگہ ندی نالے نکالے گئے ہیں جن سے باغوں، کھیتوں اور فصلوں کو ضرورت کے مطابق پانی پہنچایا جاتا ہے۔

چشمے اور تالاب

جن کھیتوں تک ندیوں کا پانی نہیں پہنچ سکتا وہاں چشموں اور پہاڑی نالوں کے پانی کو کام میں لایا جاتا ہے۔ نالوں پر پانی کے سامنے بند باندھ کر تالاب بنائے جاتے ہیں۔ اِن تالابوں سے نالیوں کے ذریعے کھیتوں اور باغوں تک پانی پہنچایا جاتا ہے۔ ہمارے ضلعے
کے اکثر پہاڑی علاقوں میں
زیادہ تر آب پاشی

اِن ذرائع سے کی جاتی ہے۔

کنوئیں اور ٹیوب ویل

جن علاقوں میں نہریں اور چشمے وغیرہ نہیں ہوتے، وہاں کنوئیں کھود کر آب پاشی کی جاتی ہے۔ کنوؤں سے رہٹ کے ذریعے پانی نکال کر زمینوں کو سیراب کیا جاتا ہے۔ رہٹ کو ایک بیل یا بھینسہ گھُماتا ہے اور پانی سے بھری بالٹیاں باہر نکلتی رہتی ہیں۔ بڑے بڑے دیہات میں مشینی کنوئیں یا ٹیوب ویل لگا کر زمینوں کو سیراب کیا جاتا ہے۔ یہ طریقہ بہُت آسان اور فائدہ مند ہے۔ اِس سے چند گھنٹوں میں بڑے بڑے کھیت سیراب ہو جاتے ہیں۔

تحصیل ہری پُور کے بعض علاقے اِن مشینی کنوؤں کی وجہ سے زرخیز ہیں۔

ہمارے ضلعے کی زمین بہُت زرخیز ہے، آب پاشی کے لیے پانی بھی دستیاب ہے، اِس لیے یہاں مختلف قسم کی اچھّی فصلیں، پھَل اور سبزیاں پیدا ہوتی ہیں۔

سوالات

1- آب پاشی سے کیا مُراد ہے؟

2- آب پاشی کے ذرائع کون کون سے ہیں؟

3- آپ کے ضلعے میں آب پاشی کے بڑے بڑے ذرائع کون کون سے ہیں؟

4- رہٹ اور ٹیوب ویل میں کیا فرق ہے؟

5- خان پُور بند سے کون سے علاقے سیراب ہوتے ہیں؟

جنگلات اور مویشی

جنگل کسی ایسے علاقے کو کہا جاتا ہے جہاں بہُت زیادہ تعداد میں درخت موجود ہوں۔ عموماً اِس قسم کے علاقے پہاڑوں ، دریاؤں یا نہروں کے کنارے ہوتے ہیں۔ ہمارے ضلعے میں بھی جگہ جگہ درخت موجُود ہیں۔ درخت خُدا کی بڑی نعمت ہیں۔ یہ ہماری زندگی اور ہمارے مال مویشیوں کے لیے بہُت ضروری ہیں۔ جنگلات سے ہمیں بہُت سے فائدے ہوتے ہیں۔ یہ ہمیں پھل دیتے ہیں۔ بعض درختوں کی چھال ، پتّے ، پھُول اور بیج ہم دوائیں بنانے میں استعمال کرتے ہیں۔ گوند بھی بعض درختوں سے حاصل ہوتی ہے۔ ہم جنگلات سے لکڑیاں کاٹتے ہیں جو ہمارے گھروں میں جلانے اور کھانا پکانے کے کام آتی ہیں۔

لکڑی سے ہم میزیں ، کرُسیاں ، چارپائیاں ، پنسلیں اور کھیلوں کا مختلف سامان بناتے ہیں۔ کھڑکیاں ، دروازے ، روشندان ، الماریاں اور دوسری بہُت سی چیزیں بھی لکڑی سے بنائی جاتی ہیں۔ کئی جگہ گھروں میں چھتوں پر بھی لکڑی کے شہتیر استعمال کرتے ہیں۔

درخت ہَوا کو صاف رکھتے ہیں۔ بارش ہونے میں مدد دیتے ہیں اور آب و ہَوا کو خُوش گوار بناتے ہیں۔ ہم درختوں کے سائے میں گرمی میں آرام کرتے ہیں اور کھیلتے ہیں۔

ہمارے ضلعے میں گلیات میں دیودار ، بیاڑ ، چیڑ، پلدر، برونگی ، برمی، کالا کاٹھ کے گھنے جنگلات ہیں۔ پہاڑی علاقے میں سیب اور ہری پور، خان پور میں امرود، خوبانی ، آلوچے ، مالٹے اور کینو کے درخت بکثرت ہیں۔ہمیں چاہیے کہ ہم زیادہ سے زیادہ پودے لگائیں اور درختوں کی حفاظت کریں۔

پالتو جانور

پالتو جانور اِنسان کے دوست اور دولت ہیں۔ ہم حلال جانوروں کا گوشت کھاتے ہیں اور اِن کا دودھ پیتے ہیں۔ اِن کے بالوں سے کپڑے ، قالین اور بوریاں بناتے ہیں۔ اِن پر بوجھ لادتے اور سواری کرتے ہیں۔ کھیتوں میں اِن سے ہل چلاتے ہیں۔اِن کے چمڑے سے ہم اپنے استعمال کی بے شمار چیزیں بناتے ہیں۔ مثلاً جوتے ، سوٹ کیس ، پوستین ، جائے نماز ، مشکیں وغیرہ۔

بکری : ہمارے ضلعے کے اکثر دیہات میں بکریاں پالی جاتی ہیں۔ بکری ایک مفید مگر شریر جانور ہے۔ اِس سے ہمیں دودھ ، گوشت اور اُون حاصل ہوتا ہے۔ بکری کے اُون سے مضبوط رسّیاں اور بوریاں بنائی جاتی ہیں۔ اِس کے چمڑے سے جوتے ، مشک اور دوسرا سامان بنتا ہے۔ یہ گھاس پھوس ، پودے اور درخت ہر چیز کو کھا جاتی ہے۔ اِس سے فصلوں اور پودوں کو نقصان پہنچتا ہے۔

بھیڑ : بھیڑ بھی ہمارے اکثر دیہات میں پالی جاتی ہے۔ یہ ایک بہت مفید جانور ہے۔ اِس سے ہمیں دودھ ، گوشت اور اُون حاصل ہوتا ہے۔ اِس کے دودھ سے پنیر بنتا ہے۔بھیڑ گھاس پھوس پر گزارہ کرتی ہے۔ یہ بہت شریف جانور ہے۔

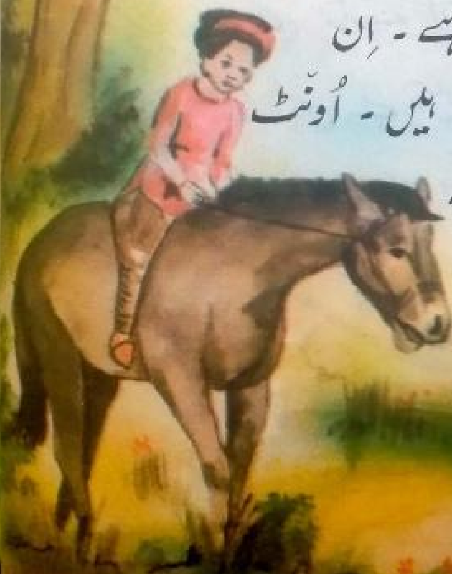




گائے، بَیل اور بھینس : یہ تینوں بڑے مُفید اور کارآمد جانور ہیں۔ گائے اور بھینس سے گوشت کے علاوہ بہُت سارا دُودھ حاصل ہوتا ہے۔ اِن کے دُودھ سے لسّی، دہی، مکھّن اور گھی بھی بنایا جاتا ہے۔ اِن جانوروں کے چمڑے سے جُوتے، بیگ، بندان اور کھیل کُود کا بعض قیمتی سامان بنایا جاتا ہے۔ بیل باربرداری، رہٹ گھُمانے، ریڑھے کھینچنے اور ہَل چلانے کے کام بھی آتے ہیں۔

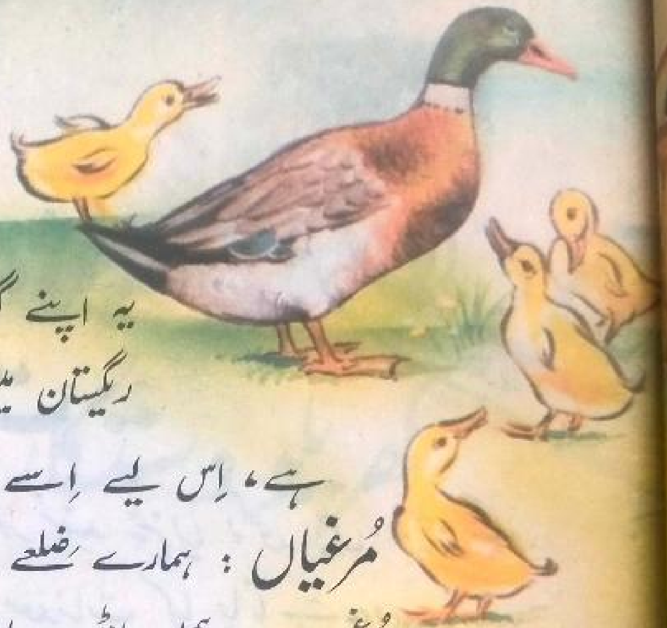
گدھے اور گھوڑے : یہ دونوں جانور بھی ہمارے ضلعے میں پائے جاتے ہیں۔ اِن سے سواری اور باربرداری کا کام لیا جاتا ہے۔ گھوڑا تانگے میں جُوتا جاتا ہے۔ کئی کئی گھنٹوں تک متواتر دوڑ سکتا ہے اور تھکنے کا نام نہیں لیتا۔ یہ بہُت وفادار جانور ہے۔ گدھے ریڑھے کھینچنے اور باربرداری کے کام آتے ہیں۔ یہ جانور گھاس پھُوس اور دالوں، چنوں پر گزُارہ کرتے ہیں۔

اُونٹ : اُونٹ باربرداری، رہٹ گھُمانے، ہل چلانے اور سواری کے کام آتے ہیں۔ اِن سے دُودھ اور گوشت بھی حاصل ہوتا ہے۔ اِن کے چمڑے سے بہُت خوبصُورت چیزیں بنائی جاتی ہیں۔ اُونٹ اُونچے اُونچے کانٹے دار درختوں کی ٹہنیاں اور پتّے کھاتا ہے۔ یہ کئی کئی دِنوں تک پانی پیے بغیر کام کر سکتا ہے۔









یہ اپنے گدی دار چپٹے پاؤں کی وجہ سے ریگستان میں بہُت آسانی سے چل سکتا ہے، اِس لیے اِسے ریگستان کا جہاز بھی کہتے ہیں۔

مُرغیاں : ہمارے ضِلعے کے تقریبًا تمام گھروں میں مُرغیاں پالی جاتی ہیں۔ مُرغیوں سے ہمیں انڈے اور لذیذ گوشت حاصل ہوتا ہے۔

جانور ہمارے بڑے کام آتے ہیں اور ان سے ہمیں بہُت فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ جانوروں کی اچھّی طرح دیکھ بھال کیا کریں اور بیماری وغیرہ کی صُورت میں اِن کا بروقت عِلاج مُعالجہ کریں۔

سوالات

1۔ جنگلات کے فوائد بیان کریں۔

2۔ لکڑی سے کیا کیا چیزیں بنتی ہیں ؟

3۔ اُون کِن مویشیوں سے حاصل ہوتا ہے ؟

4۔ باربرداری کا کام کِن جانوروں سے لیا جاتا ہے

5۔ آپ کے محلّے یا گاؤں میں پائے جانے والے پالتُو جانوروں کے نام بتائیں۔





معدنیات

اللہ تعالیٰ نے زمین کے اندر بہت سی قیمتی اور مفید چیزیں رکھی ہیں۔ زمین کے اندر سے جو چیزیں کھود کر نکالی جاتی ہیں انھیں معدنیات کہا جاتا ہے۔

زمین کے اندر پائی جانے والی چیزوں میں نمک، پٹرول، مٹّی کا تیل، کوئلہ، لوہا، تانبا، سنگِ مرمر اور سینکڑوں دُوسری چیزیں شامل ہیں۔

ہمارے ضلعے میں دریائے سندھ کی ریت سے سونا نکالا جاتا ہے، مگر زیادہ مقدار میں نہیں ہوتا۔ تحصیل ایبٹ آباد اور ہری پُور کے بعض دیہات میں شورہ پایا جاتا ہے جو بارُود میں استعمال ہوتا ہے۔ شیروان کے علاقہ میں سنگِ جراحت ملتا ہے جو صابن بنانے میں استعمال ہوتا ہے۔ علاقہ گلیات کے گاؤں کھن کلاں سے گلاس مُہرہ برآمد ہوتا ہے جو صابن بنانے اور برتن تیار کرنے کے کام آتا ہے۔ کاکول میں فاسفیٹ ملتا ہے جو مصنوعی کھاد بنانے میں استعمال ہوتا ہے۔ لنگڑیال میں کرومائیٹ پایا جاتا ہے۔ یہ فولاد اور اعلیٰ قسم کے برتن بنانے میں استعمال ہوتا ہے۔

سوالات

1- معدنیات کسے کہتے ہیں؟

2- آپ کے شہر یا گاؤں کے نزدیک کوئی معدنیات ہوں تو اُن کے نام بتائیں۔

3- مندرجہ ذیل معدنیات کا استعمال کن کن چیزوں میں ہوتا ہے؟

(ا) شورہ (ب) فاسفیٹ (ج) گلاس مُہرہ (د) سنگِ جراحت

صنعت
اور
گھریلو دستکاریاں

صنعت

ہمارے اِستعمال کی بُہت سی چیزیں بڑے بڑے کارخانوں میں بنائی جاتی ہیں۔ بڑی تعداد میں چیزیں بنانے کے عمل کو صنعت کہتے ہیں۔ مثلاً کپڑا بنانے کی صنعت ، چینی بنانے کی صنعت ، ماچس بنانے کی صنعت ، سیمنٹ بنانے کی صنعت ، کاغذ بنانے کی صنعت ، دوائیں بنانے کی صنعت، وغیرہ وغیرہ۔

صنعتی لحاظ سے ہمارا ضِلع کافی ترقّی پر ہے۔ یہاں مُختلف قِسم کی چیزیں بنانے کے بڑے بڑے کارخانے ہیں، جن میں مشہُور درج ذیل ہیں:

کپڑا بنانے کے کارخانے : ہمارے ضلعے کی تحصیل ہری پُور میں سرائے صالح اور بالڈھیر میں کپڑا بنانے کے کارخانے قائم ہیں۔





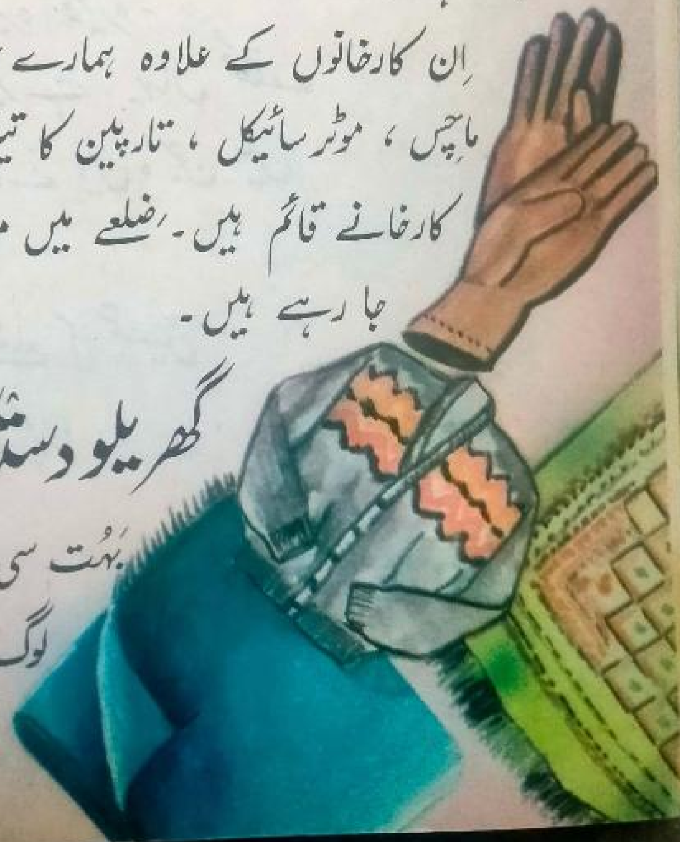
اِن کارخانوں میں کئی ملین میٹر کپڑا تیّار ہوتا ہے۔

ٹیلی فُون بنانے کا کارخانہ :
ہری پُور شہر میں ٹیلی فون اور اُس سے متعلّقہ سامان بنانے کا بُہت بڑا کارخانہ قائم ہے۔ اِس کارخانے میں بنائے جانے والے ٹیلی فُون پاکستان میں ہر جگہ اِستعمال ہونے کے علاوہ بیرونِ مُلک بھی بھیجے جاتے ہیں۔ ٹیلی فون کے علاوہ ٹے لیکس اور ریڈیو کے پُرزہ جات بھی یہاں بنائے جاتے ہیں۔

سیمنٹ بنانے کا کارخانہ : ہری پُور سے سولہ کلومیٹر دُور حطّار میں سیمنٹ بنانے کا ایک بڑا کارخانہ قائم ہے۔ اِس کارخانے میں کئی ہزار ٹن سیمنٹ تیار ہوتا ہے۔

گولہ بارُود بنانے کا کارخانہ : یہ کارخانہ بھی تحصیل ہری پُور میں حویلیاں کے قریب بنایا گیا ہے۔ یہاں افواجِ پاکستان کے استعمال کے لیے گولہ بارُود بنایا جاتا ہے۔

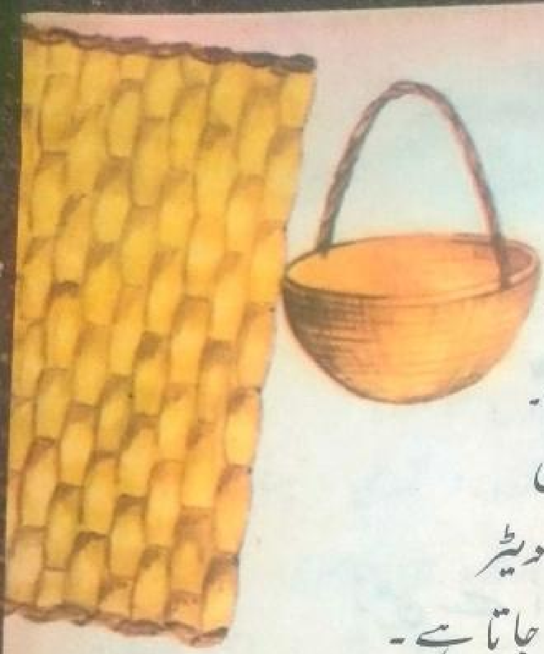
اِن کارخانوں کے علاوہ ہمارے ضِلعے میں مصنُوعی کھاد، بناسپتی گھی، صابن، ماچس، موٹر سائیکل، تارپین کا تیل بنانے اور گندہ بیروزہ صاف کرنے کے کارخانے قائم ہیں۔ ضِلعے میں مزید کارخانے لگانے کے لیے اِنتظامات کیے جا رہے ہیں۔



گھریلو دستکاریاں

بُہت سی چیزیں ایسی ہیں جنھیں لوگ اپنے اپنے گھروں یا





چھوٹی چھوٹی دُکانوں میں معمولی اوزاروں کی مدد سے بناتے ہیں - اِس قِسم کی صنعت کو گھریلو دستکاریاں کہا جاتا ہے۔

ضِلع ایبٹ آباد میں عورتیں اپنے گھروں میں بڑی عُمدہ کشیدہ کاری کرتی ہیں اور نہایت خُوبِ صُورت سویٹر بُنتی ہیں۔ اکثر دیہات میں کھڈیوں پر کپڑا تیّار کیا جاتا ہے۔ بعض لوگ مٹّی کے برتن بناتے ہیں۔ ہری پُور جیل میں عُمدہ قالین اور پھُول دار دریاں تیار ہوتی ہیں۔

گھریلو دستکاری سے تیار کی ہُوئی چیزیں ہمارے اپنے استعمال میں بھی آتی ہیں اور ہم انھیں فروخت کر کے روپیہ بھی کماتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم گھریلو دستکاریوں کو ترقی دیں -

سوالات

1 - صنعت کسے کہتے ہیں ؟

2 - اپنے ضِلعے کی کم از کم چھ صنعتوں کے نام بتائیں۔

3 - ضِلع ایبٹ آباد میں ٹیلی فُون کا کارخانہ کہاں قائم ہے ؟

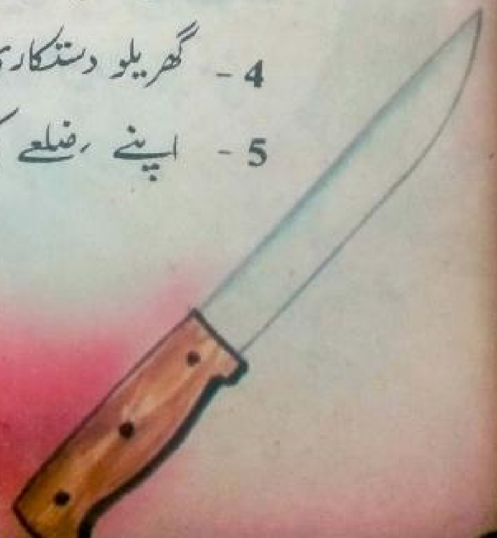
4 - گھریلو دستکاری کا کیا مطلب ہے ؟

5 - اپنے ضِلعے کی کم از کم تین مشہُور گھریلو دستکاریوں کے نام بتائیں۔









زرعی پیداوار

زمین سے اُگنے والی اشیا زرعی پیداوار کہلاتی ہیں۔ اِن میں اناج، سبزیاں، پھل اور دُوسری فصلیں شامل ہیں۔ ہمارے ضِلعے کے اکثر لوگ زراعت پیشہ ہیں۔ دیہات میں رہنے والے لوگ کھیتی باڑی کر کے مُختلف قسم کی فصلیں پیدا کرتے ہیں اور اِس طرح اپنے علاقے اور مُلک کی آمدن اور خُوشحالی میں اِضافہ کرتے ہیں۔

اناج :

ہمارے ضِلعے کے اہم اناج گندم، چاول، مکئی، جَو، چنا، باجرہ، کنگنی، مُوٹھ، لوبیا اور مُونگ وغیرہ ہیں۔ اِن میں سے گندم، جَو اور چنا اکتوبر، نومبر کے مہینوں میں کاشت کی جاتی ہیں اور مارچ، اپریل میں کاٹی جاتی ہیں۔ چاول، مکئی اور باجرہ وغیرہ جولائی، اگست میں کاشت کی جاتی ہیں اور اکتوبر، نومبر میں کاٹی جاتی ہیں۔ اگر وقت پر بارشیں ہوں تو ہمارے ضِلعے میں بہُت زیادہ گندم اور مکئی پیدا ہوتے ہیں۔ یہ ہماری زندگی اور ہماری صحّت کے لیے بہُت ضروری ہیں۔

سبزیاں :

ہمارے ضلعے میں موسمِ گرما اور موسمِ سرما دونوں موسموں کی سبزیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اِن میں آلو، ٹماٹر، کدّو، توری، پیاز، مٹر، مرچ، مولی، گاجر، گوبھی، بینگن اور بہت سی دوسری سبزیاں شامل ہیں۔ سبزیاں بھی ہماری صحت کے لیے بہت اہم ہیں، اس لیے ہماری خوراک میں اِن کا شامل ہونا ضروری ہے۔

پھل :

ہمارا ضلع امرود کی پیداوار کے لیے سارے مُلک میں مشہور ہے۔ اس کے علاوہ ضلع ایبٹ آباد کے مختلف علاقوں میں آلوچے، سیب، شفتالو، سنگترے، مالٹے، کینو، انجیر اور املوک وغیرہ پیدا ہوتے ہیں۔

نقد آور فصلیں :

بعض فصلیں فروخت کر کے پیسہ کمانے کے لیے زیادہ مقدار میں کاشت کی جاتی ہیں۔ مثلاً گنّا، کپاس، تمباکو اور مونگ پھلی وغیرہ۔ اس قسم کی فصلوں کو نقد آور فصلیں کہا جاتا ہے کیوں کہ اِن کی فروخت سے نقدی یعنی روپیہ حاصل ہوتا ہے۔

ہمارے ضلعے میں کپاس ، گنّا ، امرود ، کینو اور مونگ پھلی بڑی نقد آور فصلیں ہیں۔

تجارت :

ہمارے ضلعے کے ہُنر مند لوگ اور کاشت کار محنت کر کے مُختلف قسم کی اشیا پیدا کرتے ہیں۔ اپنی ضرُوریات پُوری کرنے کے بعد فالتُو اشیا منڈی یا بازار میں فروخت کے لیے لے جاتے ہیں۔ منڈی میں بڑے بڑے تاجر یہ اشیا خرید کر دُوسرے ضرُورت مندوں پر فروخت کرتے ہیں۔ اِس طرح یہ تاجر ہماری ضرُورت کی چیزیں باہر کے علاقوں یا مُلکوں سے منگوا کر یہاں فروخت کرتے ہیں۔ باہر کے علاقوں یا مُلکوں سے یہاں آنے والی اشیا کو اشیائے درآمد کہتے ہیں۔ چینی ، چائے ، سائیکلیں ، موٹر کار ، بناسپتی گھی ، دوائیں ، کاغذ ، اعلیٰ کپڑا ، ریڈیو ، ٹیلی وِژن وغیرہ ہمارے ضلعے میں باہر سے آتی ہیں۔

ہمارے ضلعے سے باہر جانے والی اشیا میں عمارتی لکڑی ، ٹیلی فُون سیٹ ، مصنُوعی کھاد ، ماچس ، گندہ بیروزہ اور اِس سے بنا ہُوا سامان ، امرُود ، املوک اور کینو وغیرہ شامل ہیں۔ اِن اشیا کو اشیائے برآمد کہتے ہیں۔

ہمیں چاہیے کہ ہم زیادہ مقدار میں اناج ، پھل اور نقد آور فصلیں پیدا کریں اور ان کی حفاظت کریں ۔ اِس سے ہماری ضرُوریات بھی پُوری ہوں گی اور ضرُورت سے زائد اناج ، پھل وغیرہ فروخت کر کے ہم روپیہ کما کر خُوش حال ہوں گے اور ہمارا مُلک ترقّی کرے گا ۔

سوالات

1- زرعی پیداوار کا کیا مطلب ہے ؟

2- آپ کے ضلعے میں کون کون سے اناج پیدا ہوتے ہیں ؟

3- آپ کے ضلعے کا سب سے مشہور پھل کون سا ہے ؟

4- آپ کے ضلعے سے برآمد ہونے والی اشیا کون کون سی ہیں ؟

5- ہم اپنی آمدنی کس طرح بڑھا سکتے ہیں ؟



آبادی اور پیشے

کسی گاؤں، قصبے، شہر، ضلع یا سارے مُلک میں بسنے والوں کو وہاں کی آبادی کہا جاتا ہے۔ آبادی میں تمام مرد، عورتیں، بوڑھے، جوان اور بچے شامل ہوتے ہیں۔ کسی جگہ یا مُلک کے تمام لوگوں کی گنتی کرنے کے کام کو مَردُم شُماری کہتے ہیں۔ اِس کام کے لیے حکومت نے ایک محکمہ قائم کیا ہے جسے محکمۂ مَردُم شُماری کہتے ہیں۔

مُلک میں مَردُم شُماری عموماً دس سال بعد کرائی جاتی ہے۔ مَردُم شماری کے بڑے فائدے ہیں۔ اِس سے حکومت کو معلوم ہوتا ہے کہ گُزشتہ دس سالوں میں مُلک کی آبادی کِتنی بڑھ گئی ہے۔ کُل آبادی میں مرد کتنے ہیں اور عورتیں کِتنی۔ پڑھے لِکھے اور اَن پڑھ لوگوں کی تعداد کِتنی ہے۔ کِتنے لوگ برسرِ روزگار ہیں اور کتنے بے روزگار۔ اِس سے حکومت کو معلوم ہو جاتا ہے کہ مُلک کی کُل آبادی کے لیے کِتنی غذائی اشیا کی ضرورت ہوگی۔

یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ ڈاکٹروں، اِنجینئروں، اُستادوں اور دُوسرے ماہرین کی کِتنی ضرورت ہوگی۔

مردُم شُماری کے اور بھی بہُت سے فائدے ہیں۔ مثلاً اِس سے حکُومت کو معلوم ہو جاتا ہے کہ کتنے بچّے سکول جانے کی عُمر کے ہیں اور اُن میں سے کِتنے سکُولوں میں داخل ہیں۔ چُنانچہ غیر داخل شُدہ بچّوں کے لیے نئے سکُول کھولے جاتے ہیں۔ حکومت لوگوں کو روزگار مُہیّا کرنے کے لیے نئے منصُوبے بناتی ہے۔

کارخانے قائم کیے جاتے ہیں، زراعت کو ترقی دی جاتی ہے اور فلاح و بہبود کے دُوسرے کام کرتی ہے۔

1981ء کی مردم شماری کے مطابق ضلع ایبٹ آباد کی آبادی ایک ملین ایک سو پچاس ہزار تھی۔

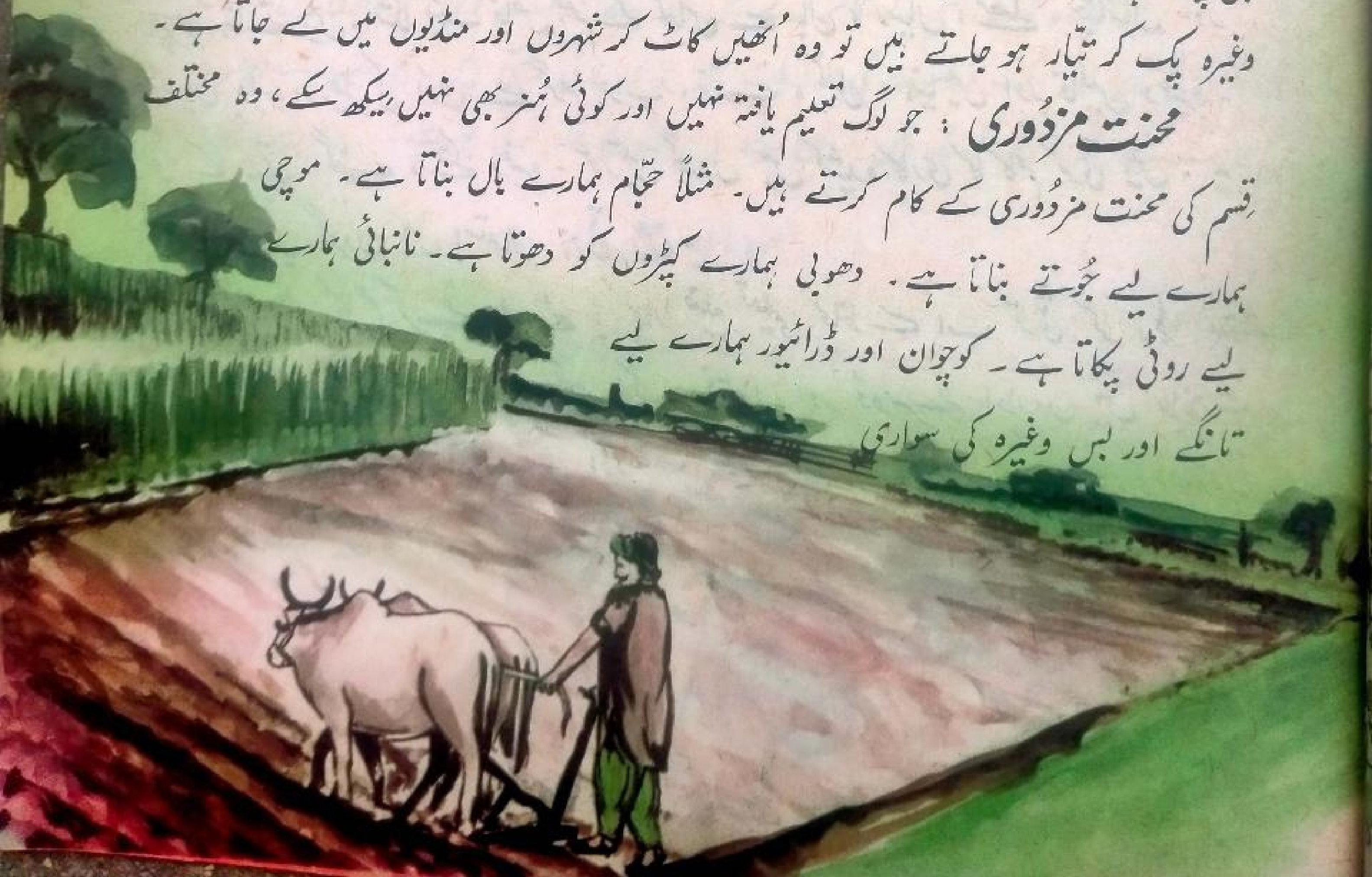
پیشے

اِس دُنیا میں کوئی بھی آدمی سارے کام خُود نہیں کر سکتا ہے۔ ہمیں روزانہ کئی چھوٹی چھوٹی ضرُورتوں کو پُورا کرنے کے لیے بہُت سے لوگوں سے مدد لینا پڑتی ہے۔ ہم سب مِل جُل کر ایک دوسرے کا کام کرتے ہیں۔ بعض لوگ کھیتوں میں کام کرتے ہیں، بعض دفتروں میں کام کرتے ہیں اور بعض ٹرک وغیرہ چلاتے ہیں۔

یہ مختلف کام پیشے کہلاتے ہیں۔ ہمارے ضلعے کے لوگوں کے اہم پیشے یہ ہیں:

کھیتی باڑی: ہمارے ضلعے کی زیادہ تر آبادی کسانوں پر مشتمل ہے۔ کِسان کھیتوں میں ہل چلاتا ہے، فصلوں کو پانی دیتا ہے، اُن کی دیکھ بھال کرتا ہے۔ جب فصلیں، سبزیاں، پھل وغیرہ پک کر تیار ہو جاتے ہیں تو وہ اُنھیں کاٹ کر شہروں اور منڈیوں میں لے جاتا ہے۔

محنت مزدوری: جو لوگ تعلیم یافتہ نہیں اور کوئی ہُنر بھی نہیں سیکھ سکے، وہ مختلف قسم کی محنت مزدُوری کے کام کرتے ہیں۔ مثلاً حجّام ہمارے بال بناتا ہے۔ موچی ہمارے لیے جُوتے بناتا ہے۔ دھوبی ہمارے کپڑوں کو دھوتا ہے۔ نانبائی ہمارے لیے روٹی پکاتا ہے۔ کوچوان اور ڈرائیور ہمارے لیے تانگے اور بس وغیرہ کی سواری





مہیا کرتا ہے۔ درزی ہمارے کپڑے سیتا ہے۔ ترکھان ہمارے لیے فرنیچر بناتا ہے۔ قصاب ہمارے لیے گوشت مہیا کرتا ہے۔ ہمارے ضلعے میں کافی جنگلات ہیں، جہاں کچھ لوگ درخت کاٹنے، لکڑی کی چرائی کرنے اور اُن کو ڈھونے وغیرہ کا کام کرتے ہیں۔ اِن کے علاوہ بعض لوگ سڑکوں، سرکاری عمارات اور دیگر تعمیراتی کاموں میں محنت مزدوری کرتے ہیں۔

کارخانوں میں کام کرنے والے: کارخانوں میں کام کرنے والوں کو مزدُور اور کاری گر کہتے ہیں، جو مختلف قسم کی چیزیں بناتے ہیں۔ مثلاً سیمنٹ، گھی، چینی، کپڑا، مشینیں، بجلی کا سامان اور سائیکلیں وغیرہ۔ یہ سب چیزیں ہمارے روز مرہ کے استعمال کی ضروری چیزیں ہیں۔ کارخانے میں مُلازمت ایک اہم پیشہ ہے۔ ہمیں ہُنرمند کاریگروں کی عزت کرنی چاہیے۔

دستکاری: ہمارے ضلع میں اکثر گھروں میں ہُنرمند لوگ اپنے ہاتھوں سے بہت اچھی چیزیں بناتے ہیں۔ مثلاً ایک خاص قسم کے گھاس سے بان، رسیاں، مُصلّے، چٹائیاں اور ٹوکریاں وغیرہ۔ بھیڑ کی اُون سے گرم جراب، نمدے، کمبل، بنیانیں اور قالین وغیرہ۔ مٹّی کے برتن، گھڑے، مٹکے وغیرہ۔ عورتیں گھروں میں کشیدہ کاری کا کام کرتی ہیں۔ یہ مختلف چیزیں گھروں میں اِستعمال ہوتی ہیں۔

دفتر میں کام کرنے والے: ہمارا ضلع تعلیمی لحاظ سے اب ترقّی کر رہا ہے۔ یہاں کے تقریباً تمام پڑھے لکھے لوگ دفتروں اور دُوسرے اداروں میں ملازمت کرتے ہیں۔ قاصد، کلرک، سپاہی اور افسر سب مِل جُل کر دفتروں کا کام چلاتے ہیں۔





دُکانداری یا تجارت : کسی بھی گاؤں یا شہر میں آپ کو بہُت ساری دکانیں نظر آئیں گی، جہاں مختلف قِسم کا سامان رکھا ہوتا ہے۔ دکان دار چیزیں خریدتے اور بیچتے ہیں۔ اِس طرح لوگوں کو آسانی سے ضرورت کی چیزیں مِل جاتی ہیں۔ ایسے لوگ تجارت پیشہ کہلاتے ہیں۔

گلہ بانی : ہمارے ضِلع کے بعض علاقوں میں قِسم قِسم کی گھاس خاصی مقدار میں پیدا ہوتی ہے، اِس لیے لوگ بھیڑ بکریاں پالتے ہیں۔ بھیڑ بکریوں سے ہمیں دُودھ، مکھن، اُون اور گوشت جیسی مُفید چیزیں حاصل ہوتی ہیں۔ بھیڑ بکری پالنے کے پیشے کو گلہ بانی کہتے ہیں۔ یہ بھی ایک بہُت پُرانا اور مُفید پیشہ ہے۔

ہم سب مختلف قِسم کے کام کرتے ہیں جن سے دُوسرے لوگوں کو زندگی میں سہُولت ہوتی ہے اور ایک دُوسرے کی ضرُوریات بھی پوری ہوتی رہتی ہیں۔ ہم سب ایک دُوسرے کے لیے کچھ نہ کچھ کرتے ہیں، اِس لیے ہر پیشے کی قدر کرنی چاہیے۔

سوالات

1- 1981ء کی مردُم شُماری کے مطابق آپ کے ضِلعے کی آبادی کتنی ہے ؟

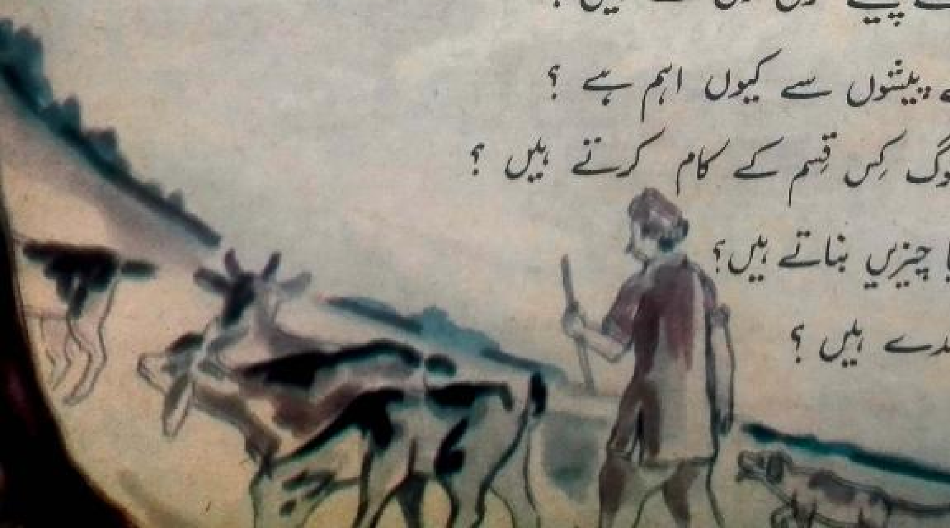
2- آپ کے ضلعے کے اکثر لوگوں کے پیشے کون کون سے ہیں ؟

3- کھیتی باڑی کا پیشہ دُوسرے پیشوں سے کیوں اہم ہے ؟

4- آپ کے ضلعے کے تعلیم یافتہ لوگ کِس قِسم کے کام کرتے ہیں ؟

5- آپ کے ضلعے کے دستکار کیا کیا چیزیں بناتے ہیں؟

6- بھیڑ بکریوں سے ہمیں کیا فائدے ہیں ؟



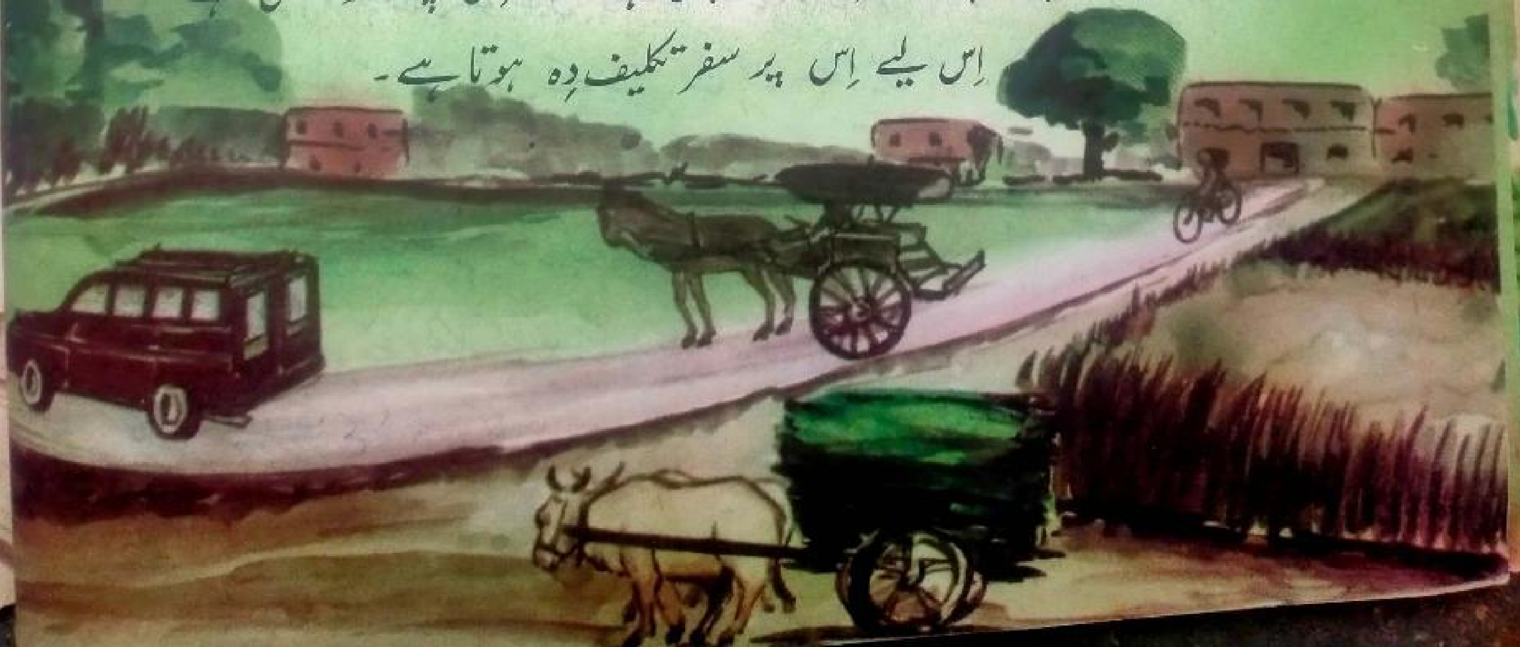
سفر کے ذرائع

ایک جگہ سے دُوسری جگہ آنے جانے کے ذرائع کو ذرائع آمدورفت کہتے ہیں. لوگ ایک جگہ سے دُوسری جگہ تک جانے کے لیے مُختلف سواریوں سے کام لیتے ہیں. مثلاً خچر، گھوڑا، اُونٹ، سائیکل، جیپ، موٹرکار، بس، ریل گاڑی، ہَوائی جہاز اور بحری یا سمندری جہاز وغیرہ۔

آنے جانے کے لیے مُختلف قِسم کے راستے استعمال ہوتے ہیں جنھیں پگڈنڈی، کچّی سڑک، پکّی سڑک، ریلوے لائن، ہَوائی راستہ اور بحری یا سمندری راستہ کہا جاتا ہے۔ ہمارے ضلع کے مشہُور ذرائع آمدورفت یہ ہیں:

پگڈنڈی: وادِیوں اور پہاڑوں میں سے گُزرتے ہُوئے تنگ راستے کو پگڈنڈی کہا جاتا ہے۔ پگڈنڈی پر لوگ پَیدل یا خچر، گھوڑے، اُونٹ پر سوار ہو کر سفر کرتے ہیں۔ ہمارے ضلع کے اکثر دیہات پگڈنڈیوں کے ذریعے ایک دُوسرے سے مِلے ہُوئے ہیں۔

کچّی سڑک: مٹّی کو ہموار کر کے چوڑے اور لمبے راستے بنائے جاتے ہیں جنھیں کچّی سڑک کہا جاتا ہے۔ کچّی سڑک پر پَیدل چلنے والوں کے علاوہ سائیکل، جیپ، بس اور ٹرک وغیرہ آتے جاتے ہیں۔ چونکہ سڑک ناہموار ہوتی ہے اور اس پر گرد اُڑتی ہے، اِس لیے اِس پر سفر تکلیف دِہ ہوتا ہے۔



کچّی سڑکوں پر تیز رفتاری سے سفر نہیں ہو سکتا۔ ہمارے ضلع میں بعض مقامات کچّی سڑکوں کے ذریعے ایک دُوسرے سے مِلے ہُوئے ہیں۔

پکّی سڑک : بجری (پتّھر)، تارکول اور سیمنٹ وغیرہ سے ہُوئے راستوں کو پکّی سڑک کہا جاتا ہے۔ اِن پر آرام اور تیز رفتاری سے سفر ہو سکتا ہے۔ پیدل لوگوں کے علاوہ اِن پر ہر قسم کی گاڑیاں تیزی سے آتی جاتی ہیں۔ ہمارے ضلعے کی پکی سڑکیں یہ ہیں :

شاہراہ ہزارہ : ہمارے ضلعے کی یہ سب سے بڑی سڑک حسن ابدال کی طرف سے ضلعے میں داخل ہوکر ہری پُور، سرائے صالح، شاہ مقصود، حویلیاں ہوتی ہُوئی ایبٹ آباد پُہنچتی ہے۔ ایبٹ آباد سے آگے یہ مانسہرہ سے چین کی طرف جاتی ہے۔

ہری پُور سے کوٹ نجیب اللہ : یہ سڑک ہری پُور سے کوٹ نجیب اللہ، حطّار ہوتی ہُوئی ٹیکسلا کی طرف جاتی ہے۔

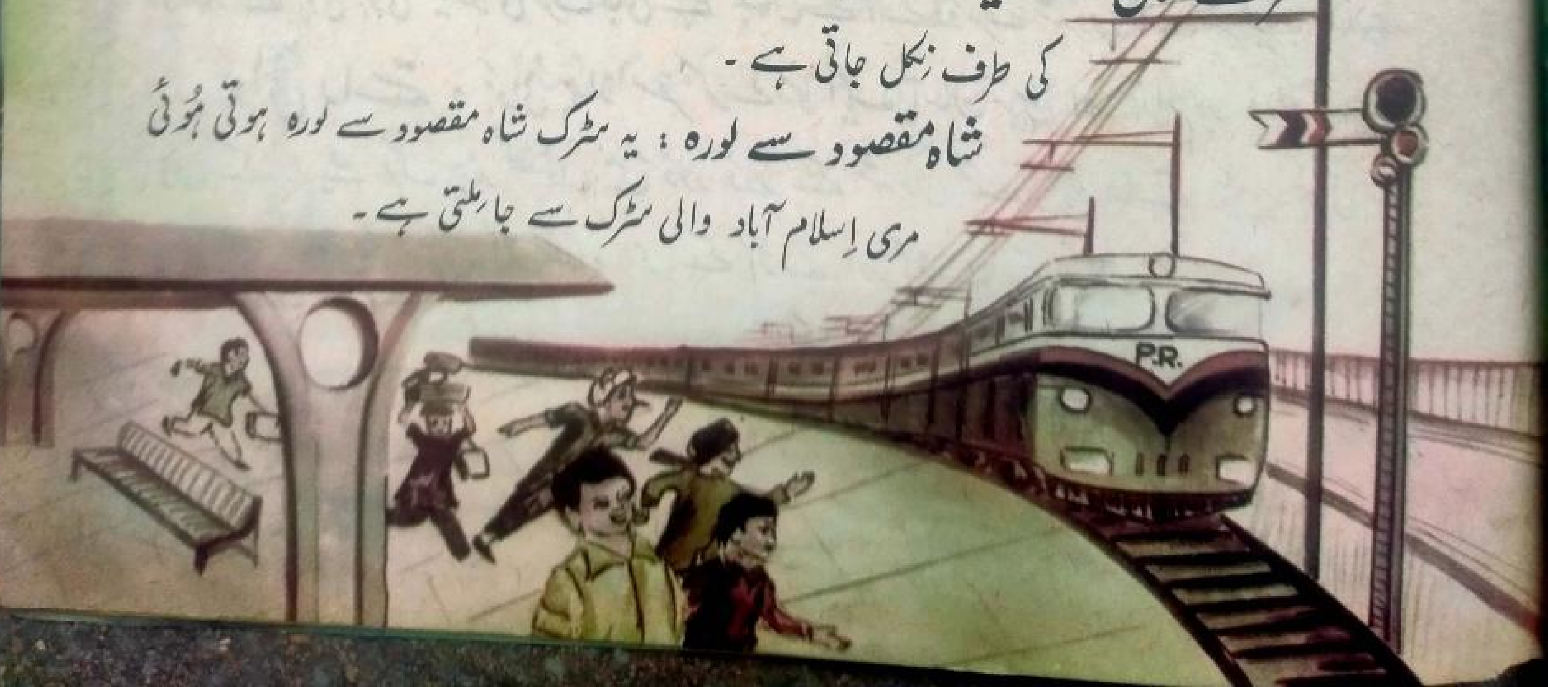
ہری پُور سے خان پُور : یہ سڑک ہری پُور سے خان پُور ہوتی ہُوئی ٹیکسلا کی طرف جاتی ہے۔

ہری پُور سے غازی : ہری پُور سے یہ سڑک سری کوٹ، تربیلا ڈیم، غازی ہوتی ہُوئی صوبہ پنجاب میں داخل ہو جاتی ہے۔

ہری پُور سے تربیلا جھیل : یہ ہری پُور سے کھلابٹ ٹاؤن کے راستے تربیلا جھیل تک جاتی ہے۔

سرائے صالح سے ریحانہ : سرائے صالح سے یہ سڑک ریحانہ سے ہوتی ہُوئی اِسلام آباد کی طرف نکل جاتی ہے۔

شاہ مقصود سے لورہ : یہ سڑک شاہ مقصود سے لورہ ہوتی ہُوئی مری اِسلام آباد والی سڑک سے جا مِلتی ہے۔





ایبٹ آباد، نواں شہر، ٹھنڈیانی، گلیات: ایبٹ آباد سے مشرق کو نکلنے والی ایک سڑک آگے جا کر تین سڑکوں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔ ایک سڑک نواں شہر کو، ایک ٹھنڈیانی کو اور تیسری نتھیا گلی، ڈونگا گلی، کوزہ گلی، چھانگلا گلی سے ہوتی ہوئی مری کی طرف چلی جاتی ہے۔ کوزہ گلی سے ایک سڑک ایوبیہ، خانس پور کی طرف بھی جاتی ہے۔

ایبٹ آباد سے کاکول: یہ سڑک ایبٹ آباد سے پاکستان ملٹری اکیڈمی کاکول تک جاتی ہے۔

ایبٹ آباد سے شیروان: ایبٹ آباد سے یہ سڑک کٹھیالہ، گدا گلی ہوتی ہوئی شیروان جاتی ہے۔

ان کے علاوہ بھی کئی چھوٹی چھوٹی سڑکیں مختلف جگہوں کو آپس میں ملاتی ہیں۔

ریلوے لائن: لوہے کی دو متوازی پٹڑیوں کو کہتے ہیں جن پر ریل گاڑیاں چلا کرتی ہیں۔ ریل گاڑیوں پر لوگ سفر بھی کرتے ہیں اور سامان بھی لاتے لے جاتے ہیں۔ ریل گاڑی کے رُکنے کی جگہ کو ریلوے سٹیشن کہتے ہیں۔ ریل گاڑی سفر کرنے کا ایک سستا اور آرام دہ ذریعہ ہے۔

ہمارے مُلک کے تمام بڑے بڑے شہر ریلوے لائن کے ذریعے ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں۔ ہمارے ضلعے میں حویلیاں سے ریل گاڑی بالڈھیر، سرائے صالح، ہری پور، کوٹ نجیب اللہ اور حطّار سے ہوتی ہوئی ٹیکسلا کی طرف جاتی ہے جہاں سے آگے دوسرے شہروں تک سفر کیا جا سکتا ہے۔

ہوائی راستے: ہوائی جہاز سفر کرنے کا ایک آسان ترین اور آرام دہ ذریعہ ہے۔ اِس کے ذریعے لوگ چند گھنٹوں میں دُور دُور کے شہروں تک پہنچ جاتے ہیں۔ ہوائی جہاز ہر جگہ نہیں اُتر سکتا۔ اِس کے اُڑنے اور اُترنے کے لیے



خاص میدان بنے ہوتے ہیں جنھیں ہوائی اڈا کہا جاتا ہے۔
مختلف ہوائی اڈوں کے درمیان جن مقررہ ہوائی راستوں پر ہوائی جہاز اُڑتے ہیں اُنھیں ہوائی راستے کہا جاتا ہے۔
ضلع ایبٹ آباد میں فی الحال کوئی ہوائی اڈا نہیں اِس لیے یہاں ہوائی جہاز نہیں اُترتے۔

بحری یا سمندری راستے: سمندر بھی آمدورفت کا ایک بہت بڑا اور اہم ذریعہ سمندر کے ساحل پر سمندری جہازوں کے رُکنے کے لیے اڈے بنے ہوتے ہیں جنھیں بندرگاہ کہا جاتا ہے۔ ایک بندرگاہ سے دوسری بندرگاہ تک سمندری جہازوں کے آنے جانے کے راستے کو سمندری یا بحری راستے کہا جاتا ہے۔
ہمارے ضلعے میں چونکہ کوئی سمندر نہیں اس لیے یہاں کوئی بندرگاہ بھی نہیں اور نہ ہی یہاں سمندری جہاز موجود ہیں۔ ہمارے مُلک کی سب سے بڑی بندرگاہ کراچی (صُوبہ سندھ) میں ہے۔ اِس بندرگاہ سے دُنیا کے تمام مُلکوں کو بحری جہاز آتے جاتے ہیں۔

سوالات



1- اپنے ضلعے میں موجود ذرائع آمدورفت کے نام بتائیں۔
2- آپ کے ضلع میں بڑی بڑی پکّی سڑکیں کون کون سی ہیں؟
3- ریل گاڑیوں کے ٹھہرنے کی جگہ کو کیا کہتے ہیں؟
4- ہوائی راستے کون سے راستے ہوتے ہیں؟
5- بندرگاہ کس جگہ کو کہتے ہیں؟



خبر کے ذرائع

کسی خبر یا پیغام کو ایک مقام سے دوسرے مقام تک پُہنچانے کے ذرائع کو خبر کے ذرائع کہتے ہیں۔ خبریں یا پیغامات پُہنچانے کے ذرائع مندرجہ ذیل ہیں :

خطوط : شہروں اور بڑے دیہات میں ڈاک خانے ہوتے ہیں، جہاں لفافے اور پوسٹ کارڈ ملتے ہیں۔ پیغام بھیجنے والا آدمی اپنا پیغام کاغذ پر لکھ کر لفافے میں بند کر دیتا ہے۔ جس شخص کے نام پیغام بھیجنا ہو اُس کا نام اور مکمل پتہ لفافے پر لکھ کر اُسے ڈاک خانے میں لگے ہوئے ڈاک کے ڈبے یا لیٹر بکس میں ڈال دیتا ہے۔

ہر روز مقررہ وقت پر محکمۂ ڈاک کے ملازمین لیٹر بکس کھولتے ہیں اور تمام لفافے نکال کر لکھے ہوئے پتوں کے مطابق اُن کو ہوائی جہاز، ریل گاڑی یا بس کے ذریعے اُن جگہوں تک پہنچا دیا جاتا ہے۔ وہاں ڈاک خانوں میں ڈاکیے اپنے اپنے علاقوں اور محلوں کے خطوط الگ کر کے اُن پر لکھے ہوئے پتوں پر پہنچا دیتے ہیں۔

ٹیلی فون : خبر پُہنچانے کا دُوسرا ذریعہ ٹیلی فون ہے۔ ہر ٹیلی فون کا اپنا الگ نمبر ہوتا ہے۔ مطلوبہ نمبر گھمانے سے دُوسرے مقام پر ٹیلی فونی رابطہ قائم ہو جاتا ہے۔ اِس طرح ایک دُوسرے سے بات چیت ہو جاتی ہے اور حالات معلوم ہو جاتے ہیں۔



تار (ٹیلی گرام): پیغام کو جلد پہنچانے کے لیے تار دیا جاتا ہے۔ تار دینے کے لیے شہروں میں تار گھر ہوتے ہیں۔ پیغام ایک خاص کاغذ یا فارم پر لکھا جاتا ہے۔ تار گھر کے ملازم پیغام کے الفاظ کی تعداد کے مطابق ہم سے پیسے وصُول کرتے ہیں اور پیغام کو ایک مشین کے ذریعے دُوسرے شہر کے تار گھر کو فوراً پہنچا دیتے ہیں۔ وہاں پیغام کو ایک کاغذ پر لکھ کر پتہ کے مطابق ہمارے آدمی کے پاس فوراً پہنچا دیا جاتا ہے۔

اب تو ٹیلی پرنٹر اور ٹیلیکس کے ذریعے دُور دُور شہروں تک پیغام رسانی کا کام اور بھی آسان ہو گیا ہے۔ یہ ذریعے بھی ٹیلی گرام کی طرح کام کرتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ان کے ذریعے بھیجے جانے والے پیغامات دوسرے مقام پر اصل شکل میں براہِ راست چھپتے رہتے ہیں۔

ریڈیو: ریڈیو کے ذریعے ہمیں اپنے اور دُوسرے مُلکوں میں پیش آنے والے واقعات کے بارے میں معلوم ہوتا رہتا ہے۔ بڑے بڑے شہروں میں ریڈیو سٹیشن ہوتے ہیں، جہاں ایک کمرے میں ایک خاص مشین کے سامنے بیٹھ کر خبریں وغیرہ پڑھی جاتی ہیں۔ یہ خبریں ایک اور مشین کے ذریعے ہوا میں گھُل مِل جاتی ہیں۔ ہر ریڈیو سٹیشن کا اپنا اپنا نمبر ہوتا ہے۔ جب ہم ریڈیو کو اس سٹیشن کے نمبر پر لگاتے ہیں تو وہاں سے نشر ہونے والی خبریں اور دُوسرے پروگرام ہم سُنتے ہیں۔



ٹیلی وِژن: ٹیلی وِژن بھی ریڈیو کی طرح کام کرتا ہے لیکن اِس پر آواز سُننے

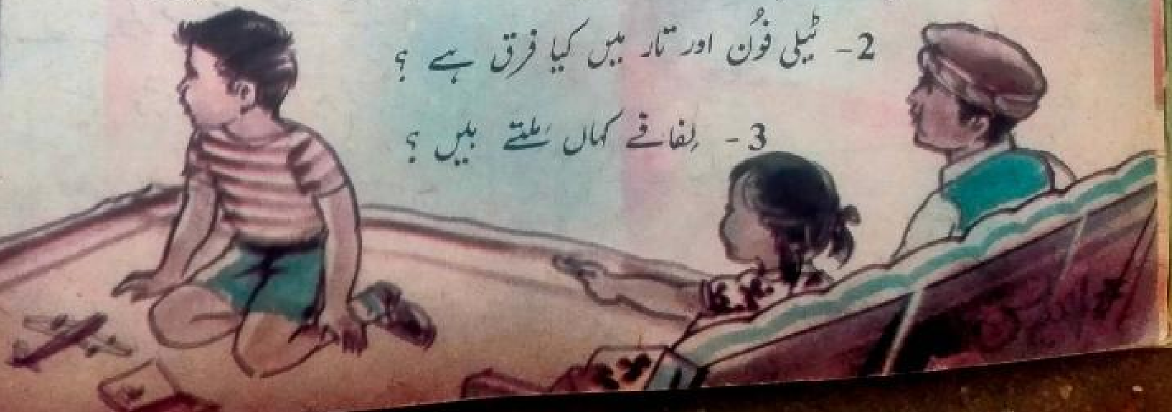
کے علاوہ ہم بولنے
والے کی تصویر بھی دیکھ سکتے ہیں۔
جب ہم ٹیلی وژن لگاتے ہیں تو ٹیلی وژن سنٹر کے
پروگرام ایک شیشے پر ظاہر ہوتے ہیں۔ اِس طرح آواز سُننے
کے ساتھ ساتھ ہم بولنے یا کام کرنے والے لوگوں کی تصویریں
بھی دیکھ سکتے ہیں۔ ہمارے ضلعے کے اکثر مقامات پر ٹیلی وژن
پروگرام دیکھے جا سکتے ہیں۔

اخبار : ہمارے مُلک کے بڑے شہروں میں روزانہ کئی اخبار چھپتے ہیں۔ یہ اخبار چھوٹے شہروں اور قصبوں میں پہنچتے رہتے ہیں اور لوگ اِنھیں پڑھ کر رِقسم قِسم کے حالات اور واقعات سے واقف ہوتے رہتے ہیں۔ ہمارے صُوبے کے صدر مقام پشاور سے پشتو، اُردُو اور انگریزی میں روزانہ اخبار چھپتے ہیں۔
اخبارات کے علاوہ ہفتہ وار اور ماہوار رسالے بھی چھپتے ہیں۔ اِن میں بھی قِسم قِسم کے حالات اور واقعات ہوتے ہیں۔ ہمارے ضلعے میں ملک میں چھپنے والے اخبار اور رسالے باقاعدگی سے آتے ہیں۔

سوالات



1- ایک دُوسرے کے حالات جاننے کے ذرائع کون کون سے ہیں ؟
2- ٹیلی فُون اور تار میں کیا فرق ہے ؟
3- لفافے کہاں ملتے ہیں ؟



اِنتظامی تقسیم

ہمارے مُلک کے چار صُوبے ہیں۔ ہمارے صُوبہ سرحد کو لوگوں کی آسانی اور اِنتظامی سہولت کے لیے بارہ ضِلعوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہمارا ضِلع ایبٹ آباد صُوبہ سرحد کے ہزارہ ڈویژن کا ایک باقاعدہ ضِلع ہے۔ ضِلع کے سربراہ کو ڈپٹی کمِشنر کہتے ہیں۔

ڈِپٹی کمِشنر: ضِلع کا اِنتظامی سربراہ ہوتا ہے۔ تمام ضِلع میں امن و امان قائم رکھنے اور زمینوں کا ریکارڈ رکھنے کی ذِمّے داری بھی ڈپٹی کمِشنر کی ہوتی ہے۔ لوگوں کے جھگڑوں کا فیصلہ کرنے کے لیے ڈپٹی کمِشنر کے پاس عدالتی اِختیارات ہوتے ہیں، اِس وجہ سے اِسے ضِلعی مجسٹریٹ بھی کہتے ہیں۔ ڈپٹی کمِشنر کی مدد کے لیے کئی ماتحت افسر اور مجسٹریٹ ہوتے ہیں۔ ڈپٹی کمِشنر کا دفتر اور عدالت ضِلع کے صدر مقام ایبٹ آباد میں واقع ہیں۔

لوگوں کے آرام اور اُن کے معاملات کو فوری طور پر طے کرنے کے لیے ضِلع کو بھی چند اِنتظامی علاقوں میں تقسیم کیا جاتا ہے، جنھیں تحصیل کہا جاتا ہے۔ ہمارے ضِلع میں دو تحصیلیں ہیں۔ ایک تحصیل ایبٹ آباد اور دُوسری ہری پور۔

تحصیل: تحصیل کے انتظامی سربراہ کو اسِسٹنٹ کمِشنر کہتے ہیں۔ وہ ساری تحصیل میں نظم و نسق اور امن و امان کا ذِمّے دار ہوتا ہے۔ زمینوں کا ریکارڈ بھی رکھتا ہے اور زمینداروں سے مالیہ وصُول کرتا ہے۔ اسِسٹنٹ کمِشنر مُقدموں کا فیصلہ بھی کرتا ہے۔ اِس کی مدد کے لیے ہر تحصیل میں تحصیل دار، نائب تحصیل دار، قانُون گو،

گرد آور اور پٹواری ہوتے ہیں

ایجنسی : قبائلی علاقوں کی اِنتظامی تقسیم کو ایجنسی کہا جاتا ہے۔ ایجنسی کے سربراہ کو پولیٹیکل ایجنٹ کہتے ہیں۔ اُس کی امداد کے لیے ہر ایجنسی میں ایک اسسٹنٹ پولیٹیکل افسر ہوتا ہے۔ اِیجنسی کے علاقے کو بھی چند تحصیلوں میں تقسیم کیا ہُوا ہوتا ہے۔ ایجنسی میں تحصیل کے سربراہ کو پولیٹیکل تحصیل دار کہتے ہیں۔

عدالت : جائیداد وغیرہ اور آپس کے جھگڑوں کے فیصلے عدالت میں ہوتے ہیں۔ ضِلع میں سب سے بڑی عدالت کو سیشن جج کی عدالت کہتے ہیں۔ قانُون کے مُطابق جھگڑوں کے فیصلوں کے کام کو مُقدّمہ کہا جاتا ہے۔ روپے پیسے، زمین اور جائیداد کے مُقدّمے کو دیوانی مقدّمے کہا جاتا ہے۔ ڈاکے، چوری، مار پیٹ اور قتل کے مقدمات کو فوج داری مقدّمے کہا جاتا ہے۔ سیشن جج کی عدالت ہمارے ضِلع کے صدر مقام میں ہے۔

سیشن جج کی مدد کے لیے ضِلع میں اور جج بھی ہوتے ہیں۔ مُقدمات کی پیروی کرنے والے لوگوں کو وکیل کہتے ہیں۔ وکیلوں نے قانون کی خاص تعلیم حاصل کی ہوتی ہے اور وہ اِس بات کا خیال رکھتے ہیں کہ ہر مُقدمے کا فیصلہ قانُون کے مُطابق ہو۔

پولیس : ضلع میں امن وامان قائم رکھنا اور لوگوں کی جان و مال کی حفاظت کرنا پولیس کی ذِمّے داری ہے۔ پولیس قاتلوں، چوروں، ڈاکوؤں اور فساد کرنے والوں کو پکڑتی ہے اور عدالت میں لے جا کر قانُون کے مُطابق اُن کو سزا دِلواتی ہے۔

ضِلع میں پولیس کے نگرانِ اعلیٰ کو سُپرِنٹنڈنٹ پولیس کہتے ہیں۔ عام طور پر اسے ایس۔پی کہا جاتا ہے۔

اِس کی مدد کے لیے ہر ضلع میں اڈیشنل سُپرنٹنڈنٹ پولیس ہوتے ہیں۔ تحصیل میں پولیس کے سربراہ کو ڈپٹی سُپرنٹنڈنٹ پولیس کہا جاتا ہے۔ عام طور پر اسے ڈی ایس پی کہتے ہیں۔ ہر تحصیل میں کئی پولیس سٹیشن یا تھانے ہوتے ہیں۔ پولیس سٹیشن یا تھانے کے سربراہ کو تھانے دار کہا جاتا ہے۔ تھانے دار اپنے علاقوں میں امن و امان قائم رکھتے اور لوگوں کی جان و مال کی حفاظت کرتے ہیں۔

میونسپل کمیٹی: ہر شہر میں مقامی طور پر اِنتظام چلانے اور لوگوں کی ضروریات کا خیال رکھنے کے لیے میونسپل کمیٹی ہوتی ہے۔ اِس کا بُنیادی کام شہر کو صاف سُتھرا رکھنا، آب رسانی کا اِنتظام، سڑکوں اور گلیوں میں روشنی کا انتظام اور خوراک کی اشیا کی نگرانی ہوتا ہے۔ میونسپل کمیٹی شہر میں تعلیمی، طبّی اور تفریحی اِدارے بھی چلاتی ہے۔ کمیٹی اپنا خرچ شہر کے اندر لائے جانے والے سامان پر چُنگی لگانے اور اپنی جائیدادوں کو کرائے پر دینے سے پُورا کرتی ہے۔



چھوٹے شہروں میں اِس قسم کے اِداروں کو ٹاؤن کمیٹی اور بہُت بڑے شہروں میں کارپوریشن کہا جاتا ہے۔ ہمارے ضلع کے صدر مقام میں بھی ایک میونسپل کمیٹی قائم ہے۔ اِس کے سربراہ کو چیئرمین کہا جاتا ہے۔



ضِلعی یا ڈِسٹرکٹ کونسل: تمام ضلع کے دیہات میں تعلیم، صحّت، آب رسانی اور ترقّی کے لیے دُوسرے چھوٹے بڑے

کام کرنے والے ادارے کو ڈسٹرکٹ کونسل کہا جاتا ہے۔

ڈسٹرکٹ کونسل ذہین مگر نادار طلبہ و طالبات کو وظائف بھی دیتی ہے اور کبھی کبھی تفریحی میلے بھی لگاتی ہے۔ ضلعی یا ڈسٹرکٹ کونسل کے چیئرمین کا دفتر ضلع کے صدر مقام میں ہوتا ہے۔

تعلیم: ہمارے ضلع میں مختلف قسم کے کئی سکول اور دیگر تعلیمی اِدارے ہیں جہاں ہزاروں بچّے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ سکولوں کا انتظام، اُستادوں کی بھرتی و رہنمائی اور اِمتحانات کا بندوبست کرنے والے اِدارے کو محکمۂ تعلیم کہتے ہیں۔ دُوسرے محکموں کی طرح محکمۂ تعلیم کا بھی ہر سطح پر ایک ایک نگران مقرر ہے۔ تحصیل کی سطح پر پرائمری سکولوں کے نگران کو سب ڈویژنل ایجوکیشن افسر کہا جاتا ہے۔ ضلع کی سطح پر تمام سکولوں کی نگرانی کرنے والے افسر کو ڈسٹرکٹ ایجوکیشن افسر کہا جاتا ہے۔

اِس طرح لڑکیوں کے سکولوں کی نگرانی اور مُعائنے کے لیے ہر سطح پر زنانہ ایجوکیشن افسر ہوتی ہیں۔

کالجوں کا اِنتظام صُوبے کی سطح پر ہوتا ہے۔ اِسی طرح دسویں، بارہویں جماعت کے اِمتحان کا اِنتظام صُوبے کی سطح پر ہوتا ہے۔ پہلی سے بارہویں جماعت تک ہر مضمون کی کتابوں کی تیاری اور منظوری کا کام بھی صُوبے کی سطح پر ہوتا ہے۔



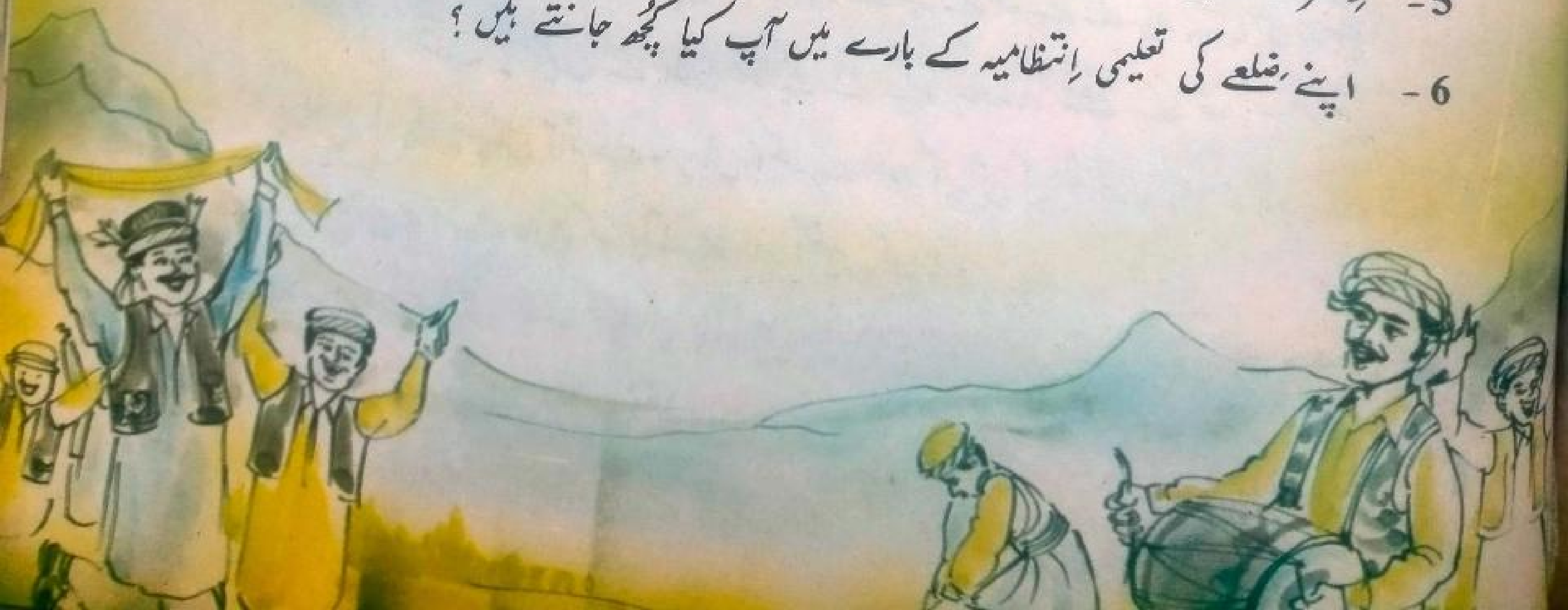




ضلعی اِداروں کا باہمی ربط : لوگوں کی جان و مال کی حفاظت، اُن کی بُنیادی ضرورتوں کا بندوبست، تعلیم، صحت، صفائی، بجلی، آمدورفت کے ذرائع کا اِنتظام وغیرہ کرنے کے لیے مختلف اِدارے مِل جُل کر کام کرتے ہیں۔ یہ سب اِدارے ہمارے فائدے اور بھلائی کے لیے کام کرتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہر اِدارے کے ساتھ تعاون کریں۔

سوالات

1- ضلع کے سب سے بڑے اِنتظامی سربراہ کو کیا کہتے ہیں ؟
2- دیوانی اور فوجداری مُقدمات میں کیا فرق ہے ؟
3- پولیس کے کیا کیا فرائض ہیں ؟
4- میونسپل کمیٹی کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں ؟
5- ڈسٹرکٹ کونسل کے کیا فرائض ہیں ؟
6- اپنے ضلعے کی تعلیمی اِنتظامیہ کے بارے میں آپ کیا کچھ جانتے ہیں ؟



رفاہِ عامّہ کے اِدارے

عوام کی ترقّی ، بہبُود اور خدمت کے کاموں کو رفاہِ عامہ کے کام کہا جاتا ہے۔ اِس مقصد کے لیے بُہت سے سرکاری اور غیر سرکاری ادارے ہوتے ہیں۔ اِن اداروں میں سے کچھ کا ذکر ہم یہاں کرتے ہیں۔

سکُول

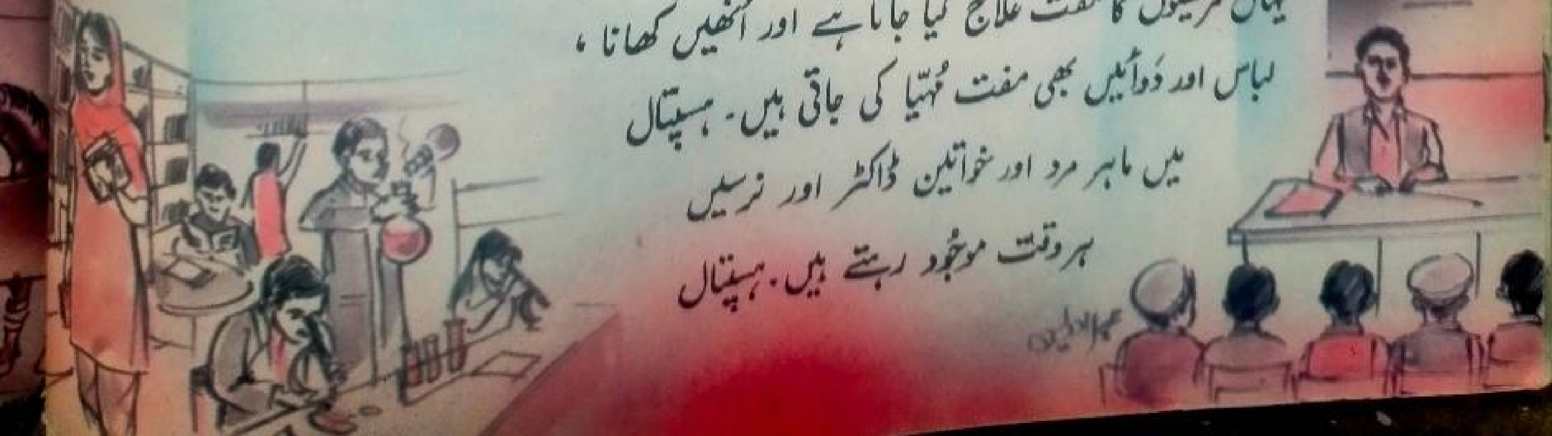
ترقّی کے لیے تعلیم بُہت ضروری ہے۔ اِس لیے حکومت نے ہمارے ضلع میں بُہت سے سکُول قائم کیے ہیں جہاں ہزاروں بچّے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ پہلی سے پانچویں جماعت تک تعلیم پرائمری سکُولوں میں ہوتی ہے۔ مڈل سکُولوں میں آٹھویں تک اور ہائی سکُولوں میں دسویں جماعت تک تعلیم دی جاتی ہے۔ لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے الگ الگ سکُول ہوتے ہیں۔ حکومت ہمارے ضلع میں ہر سال کئی نئے سکُول بھی کھولتی ہے۔

کالج

دسویں جماعت کے بعد بچّے کالج میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ ہمارے ضلعے میں ایبٹ آباد، حویلیاں اور ہری پُور میں کالج قائم ہیں۔ کالج میں تعلیم کے علاوہ بڑے بڑے کُتب خانے، تجربہ گاہیں اور کھیل کے میدان بھی ہوتے ہیں۔ دُور دراز کے طلبہ کے ٹھہرنے کے لیے ہوسٹل بھی ہوتے ہیں۔

ہسپتال

مختلف بیماریوں کے علاج مُعالجے کے لیے ہمارے ضلعے کے صدر مقام میں ایک بڑا ہسپتال قائم ہے۔ یہاں ایکسرے اور آپریشن کی سہُولت بھی موجُود ہے۔ یہاں مریضوں کا مفت علاج کیا جاتا ہے اور اُنھیں کھانا، لباس اور دوائیں بھی مفت مُہیّا کی جاتی ہیں۔ ہسپتال میں ماہر مرد اور خواتین ڈاکٹر اور نرسیں ہر وقت موجُود رہتے ہیں۔ ہسپتال





میں خواتین اور بچّوں کے علاج کے لیے ایک الگ شعبہ ہوتا ہے جسے زچہ بچّہ سنٹر کہتے ہیں۔ ہمارے ضلع میں ایبٹ آباد اور ہری پُور میں بڑے ہسپتال موجود ہیں۔ ایبٹ آباد میں میڈیکل کالج کے ساتھ بڑا ہسپتال بنے گا۔ اِن بڑے ہسپتالوں کے علاوہ بہُت سے دیہات میں چھوٹے ہسپتال (ڈسپنسریاں) بھی موجود ہیں۔

شفاخانہ حیوانات

مال مویشی ہماری بڑی دولت ہیں۔ اِن کی حفاظت اور دیکھ بھال ضروری ہے۔ بیماری کی صُورت میں اِن کے بر وقت علاج مُعالجے کے لیے ہمارے ضلعے کے صدر مقام میں ایک شفاخانہ حیوانات ہے۔ اِس کے علاوہ بعض دوسرے بڑے دیہات میں مال مویشیوں کے علاج معالجے کے لیے چھوٹے شفاخانے قائم ہیں۔

یتیم خانے

بے سہارا اور یتیم بچّوں کے لیے بڑے شہروں میں یتیم خانے قائم ہیں جہاں انھیں خوراک، لباس، رہائش مُہیا کی جاتی ہے۔ تعلیم دینے کے علاوہ بعض مُفید ہُنر بھی سکھائے جاتے ہیں۔

بنک

بنک میں لوگ اپنی بچائی ہُوئی رقم یا فالتُو روپیہ رکھتے ہیں اور ضرورت کے وقت نکال لیتے ہیں۔ بنک میں رقم محفُوظ رہتی ہے اور اُس پر مُنافع بھی مِلتا ہے۔ ہمارے ضلع کے بڑے بڑے قصبوں میں مختلف قسم کے بنک قائم ہیں۔

بنک میں رقم جمع کرانے کے دو بڑے فائدے ہیں۔ ایک تو بچائی ہُوئی رقم مشکل وقت میں ہمارے کام آتی ہے، دُوسرے حکومت اِس کو مُفید کاموں میں لگاتی ہے۔ اِس سے بجلی گھر اور کارخانے قائم کیے جاتے ہیں۔ زراعت کو ترقّی دی جاتی ہے۔ اِس طرح لوگوں کو مُلازمت اور کاروبار کے مواقع





ملتے ہیں اور مُلک ترقی کرتا ہے۔

بنکوں کی کئی قِسمیں ہیں۔ زراعت کو ترقّی دینے والے بنک کو زرعی ترقیاتی بنک کہا جاتا ہے۔ یہ بنک زمینداروں کو ٹریکٹر، مصنوعی کھاد، اچھی قسم کے بیج خریدنے اور ٹیوب ویل (مشینی کنویں) وغیرہ لگانے کے لیے قرض دیتا ہے۔ اِس طرح زراعت کو ترقّی ملتی ہے۔

صنعت کاروں کو قرض دینے والے بنک کو صنعتی ترقیاتی بنک کہا جاتا ہے۔ صنعت کار اِس قرض سے کارخانے لگاتے ہیں، جہاں بہُت سی چیزیں بنتی ہیں اور لوگوں کو روزگار بھی ملتا ہے۔

اِمدادِ باہمی یا کوآپریٹیو بنک

اِس قسم کے بنک اِمداد باہمی کی بُنیاد پر کام کرتے ہیں اور یہ صرف اپنے ارکان یا حِصّہ داروں کو قرض پر روپیہ دیتے ہیں۔

بیمہ کمپنی

لوگوں کے جان و مال کو مالی تحفّظ دینے والے اِدارے کو بیمہ کمپنی کہتے ہیں۔

بیمہ کمپنی میں ایک خاص مُدّت تک ماہوار یا سالانہ رقم جمع کرائی جاتی ہے اور مُقررہ میعاد ختم ہونے پر جمع شُدہ رقم اور اُس کا منافع بیمہ کمپنی سے اُس شخص کو ادا کر دیا جاتا ہے۔ اگر میعادِ مُقررّہ سے بیمہ شُدہ شخص کی موت پہلے واقع ہو تو تب بھی پُوری رقم بمع منافع اُس کے بچّوں کو مل جاتی ہے۔ بیمے کی بہُت سی قسمیں ہیں مثلاً آگ کا بیمہ، موٹر گاڑیوں کا بیمہ اور فصلوں وغیرہ کا بیمہ۔

اوقاف

بعض دولت مند لوگ نیکی اور بھلائی کے کاموں میں حِصّہ لیتے ہیں اور اپنی زمینیں اور جائیدادیں مسجدوں، مزاروں اور تعلیمی درسگاہوں کے اخراجات کو پُورا



کرنے کے لیے وقف کر دیتے ہیں۔ وقف جائیدادوں کی دیکھ بھال اور اُن سے حاصل ہونے والی آمدنی کو صحیح طور پر خرچ کرنے کے لیے حکومت نے محکمۂ اوقاف بنایا ہے۔

یہ محکمہ مسجدوں، اولیائے کرام کے مزاروں اور درسگاہوں کی دیکھ بھال اور مرمّت وغیرہ کا اِنتظام کرتا ہے اور دینی عُلوم حاصل کرنے والے مُستحق طلبہ کو وظیفے دیتا ہے۔

بہبُودِ اطفال کے ادارے

جسمانی طور پر معذور بچّوں کی دیکھ بھال کرنے والے اِدارے کو دارالاطفال کہا جاتا ہے۔ اِن اِداروں میں معذور بچّوں کو لباس، خوراک، علاج اور رہائش کی سہولتیں مُہیّا کی جاتی ہیں۔ دینی اور دُنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ بعض مُفید ہُنر بھی سِکھائے جاتے ہیں تاکہ بڑے ہو کر اپنی روزی خُود کما سکیں اور باعزّت زِندگی بسر کر سکیں۔

سوالات

1- آٹھویں جماعت تک تعلیم دینے والے اِدارے کو کیا کہتے ہیں؟

2- کالج کسے کہتے ہیں؟

3- اپنے ضِلعی صدر مقام کے بڑے ہسپتال کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

4- بنک میں روپیہ رکھنے کے فائدے بیان کریں۔

5- محکمۂ اوقاف کِس قِسم کی خدمات سرانجام دیتا ہے؟

6- بہبُودِ اطفال کے اِداروں میں کِس قِسم کے بچّوں کو داخل کیا جاتا ہے؟

حضرت آدم علیہ السّلام

یہ زمین اور آسمان ، یہ سُورج ، چاند اور سِتارے ، یہ پہاڑ ، دریا اور سمندر ، یہ چرندے ، پرندے اور دوسری سب چیزیں اللہ تعالیٰ نے بنائی ہیں۔

یہ زمین جس پر ہم رہتے ہیں ، شروع میں اِس پر کوئی اِنسان نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اِس زمین کو آباد کرے اور اِس میں حضرت آدمؑ کو اپنا خلیفہ (نائب) بنائے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو مٹّی سے پیدا کیا اور پھر فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آدمؑ کو سجدہ کریں۔ تمام فرشتوں نے آدمؑ کو سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ کرنے سے اِنکار کر دیا۔ اِبلیس کے اِنکار پر اللہ پاک سخت ناراض ہُوئے اور اُس کو جنّت سے نکل جانے کا حکم دیا۔ بچّو! چونکہ اِبلیس نے اللہ تعالیٰ کا حکم نہ مانا تھا ، اِس لیے اُسے ہمیشہ کے لیے ذلیل کر دیا گیا۔

حضرت آدمؑ اور اُن کی بی بی حضرت حوّاؑ بڑے آرام سے جنّت میں رہنے لگے۔ جنّت میں طرح طرح کے مزے دار پھل اور میوے تھے۔ وہاں سردی ، گرمی ، بھوک ، پیاس نہیں تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ اور اُن کی بی بی کو ایک خاص درخت کے پاس جانے سے منع فرمایا تھا۔ اِبلیس نے بدلہ لینے کے لیے حضرت آدمؑ کو فریب دیا۔ حضرت آدمؑ نے اُس درخت کا پھل کھا لیا۔

اب آدمؑ اور حوّاؑ اپنے اِس فِعل پر بہُت پریشان ہُوئے۔ رو رو کر توبہ کی اور اپنے گُناہ کی معافی مانگی۔ اللہ تعالےٰ نے اُنھیں معاف کر دیا اور نبی بنا کر زمین پر بھیج دیا۔

آدمؑ اور حوّاؑ پہلا اِنسانی جوڑا تھا جو دُنیا میں آیا۔ اِس طرح اِس زمین پر اِنسانی زندگی شروع ہُوئی۔ اِس دُنیا کے سارے اِنسان حضرت آدمؑ کی اولاد ہیں۔ چونکہ حضرت آدمؑ پہلے اِنسان تھے اِس لیے اُنھیں "ابُوالبَشَر" بھی کہا جاتا ہے۔ ابُوالبَشَر کے معنی ہیں اِنسانوں کا باپ۔

بچّو! اگر ہم اللہ تعالیٰ کے حُکم مانیں تو وہ ہم پر مہربان ہوگا اور دین و دُنیا میں ہمیں کامیاب کرے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اِنسان کو شیطان کے فریب سے بچانے کے لیے دُنیا میں اپنے نبیؑ اور رسُولؑ بھیجے کہ وہ لوگوں کو نیکی اور سچّائی کی راہ بتلائیں۔ اُنھیں جنّت کی خُوش خبری دیں جو سیدھی راہ چلیں گے۔

اِنسان دُنیا میں اللہ تعالیٰ کا نائب ہے اور اُسے ہر وقت اپنے اِس بڑے مقام کا خیال رکھنا چاہیے۔



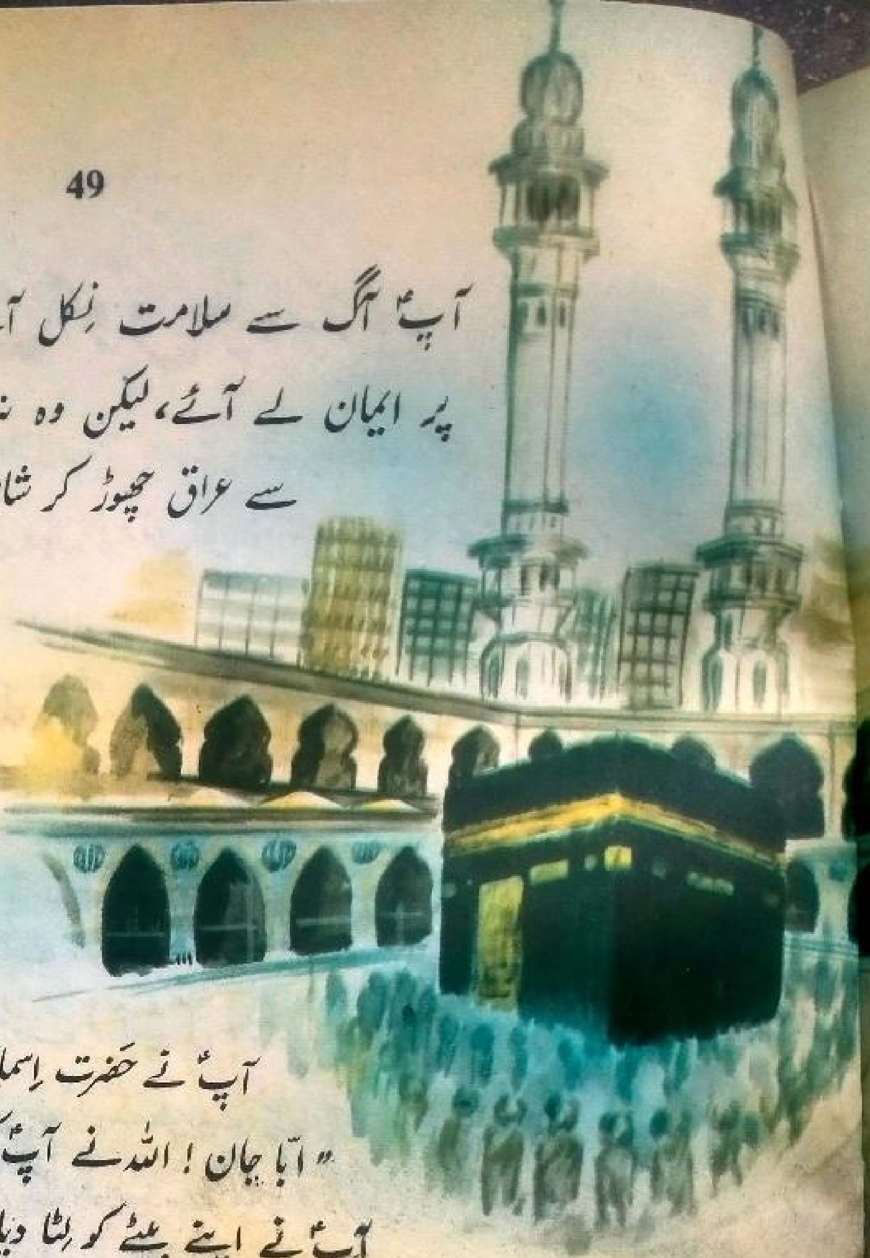
حضرت اِبراہیم علیہ السّلام

حضرت اِبراہیمؑ مُلک عراق میں پیدا ہُوئے۔ آپؑ کے والد کا نام آزر تھا۔ آزر اور اُن کی قوم بُتوں کو پُوجتی تھی۔ اُس زمانے میں نمرُود وہاں کا بادشاہ تھا۔ وہ اپنے آپ کو خُدا کہلاتا اور لوگوں سے اپنی پُوجا کراتا تھا۔ عراق میں اُس زمانے میں کوئی بھی خُدائے واحد کا نام لینے والا نہ تھا۔ اللہ پاک نے حضرت ابراہیمؑ کو نبی بنا کر اُس قوم کی ہدایت پر مقرّر فرمایا۔

ایک دِن جب حضرت ابراہیمؑ کی قوم کے لوگ شہر سے باہر میلے میں گئے ہُوئے تھے تو آپؑ مندر میں گئے۔ بڑے بُت کے سِوا تمام بُتوں کو کُلہاڑی سے توڑ دیا اور کُلہاڑی بڑے بُت کے کندھے پر رکھ کر چلے گئے۔

شام کو لوگ جب میلے سے واپس آئے تو بُتوں کی حالت دیکھ کر اُنھیں بڑا غُصّہ آیا۔ آپس میں کہنے لگے، ابراہیمؑ کے سِوا یہ حرکت کون کر سکتا ہے۔ لوگوں نے جب آپؑ سے پُوچھا تو آپؑ نے فرمایا، "یہ کام بڑے بُت نے کیا ہوگا۔ اُس سے پُوچھو کیوں کہ کُلہاڑی اُسی کے کندھے پر ہے۔" لوگوں نے کہا، "یہ بُت تو بالکل بے جان ہے۔" اِس پر آپؑ نے فرمایا، "پھر آپ اِن کی پُوجا کیوں کرتے ہیں؟"

نمرُود کو جب معلوم ہُوا کہ یہ حرکت ابراہیمؑ کی ہے تو حکم دیا کہ آپؑ کو آگ میں زندہ جلا دیا جائے۔ جب آپؑ کو آگ میں ڈالا گیا تو خُدا کے حُکم سے وہ آگ ٹھنڈی پڑ گئی۔



آپؑ آگ سے سلامت نِکل آئے۔ آپؑ نے نمرُود سے کہا کہ وہ اللہ پر ایمان لے آئے، لیکن وہ نہ مانا۔ حضرت اِبراہیمؑ اللہ کے حکم سے عراق چھوڑ کر شام چلے گئے۔

حضرت اِبراہیمؑ کے دو بیٹے تھے، اِسماعیل علیہ السّلام اور اِسحاق علیہ السّلام۔ حضرت اِسماعیلؑ آپؑ کو بہُت پیارے تھے۔ ایک دفعہ خواب میں اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو حکم دیا کہ اپنی سب سے پیاری چیز قربان کر دیں۔ آپؑ نے حضرت اِسماعیلؑ کو اللہ کا یہ حکم سُنایا تو بیٹے نے کہا، "ابا جان! اللہ نے آپؑ کو جو حکم دیا ہے اُس پر ضرور عمل کریں۔" آپؑ نے اپنے بیٹے کو لِٹا دیا اور گلے پر چُھری چلائی تو وہ نہ چلی۔ اُسی وقت غیب سے آواز آئی، "تُم اِمتحان میں پُورے اُترے۔" اِس پر حضرت جبرائیل علیہ السّلام کا لایا ہُوا جانور حضرت اِسماعیل کی بجائے ذبح کیا گیا۔ بقرعید (عیدُالاضحیٰ) اِسی مُبارک دِن کی یاد میں منائی جاتی ہے اور تمام مُسلمان حضرت اِبراہیمؑ کی اِس سُنّت پر عمل کرتے ہُوئے قربانی کرتے ہیں۔

اللہ پاک کے حکم سے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ نے مکّہ میں خانہ کعبہ کی تعمیر کی۔ تمام دُنیا کے مُسلمان خانہ کعبہ کی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھتے ہیں اور ہر سال لاکھوں کی تعداد میں وہاں حج کے لیے جاتے ہیں۔

حضرت اِبراہیم علیہ السّلام بہُت مہمان نواز تھے۔ آپؑ کی سخاوت اور مہمان نوازی تمام دُنیا میں مشہُور ہے۔ آپؑ کو "ابُوالانبیا" (نبیوں کا باپ) بھی کہتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السّلام

حضرت مُوسیٰ عَلیہِ السَّلام بنی اِسرائیل کے خاندان میں مصر میں پَیدا ہُوئے۔ اُس زمانے میں وہاں فِرعونوں کی بادشاہت تھی جو لوگوں پر بُہت ظُلم کرتے تھے۔

فِرعون کو کسی نجُومی نے بتایا کہ بنی اِسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہو گا جو اُس کی حکُومت کو تباہ کر دے گا۔ فِرعون نے حُکم دیا کہ بنی اِسرائیل میں جو بھی لڑکا پیدا ہو اُسے قتل کر دیا جائے۔ بُہت سے معصوم بچّے اُس کے ملازموں نے قتل کر ڈالے۔

حضرت مُوسیٰؑ جب پَیدا ہُوئے تو آپؑ کی والدہ نے آپؑ کو قتل ہونے سے بچانے کے لیے ایک صندُوق میں بند کر کے دریائے نیل میں بہا دیا۔ خُدا کی قُدرت کہ وہ صندُوق بہتا ہُوا فِرعون کے محل کے قریب سے گزُرا تو فِرعون کی بیوی نے اُسے دیکھ کر پانی سے نِکلوا لیا۔ صندُوق میں ایک خُوبصُورت معصُوم بچّے کو دیکھ کر اُسے خُود پالنے کا فیصلہ کیا۔ اِس طرح حضرت مُوسیٰؑ فِرعون کے محل میں پرورش پانے لگے۔



آپؑ جوان ہُوئے تو مدین شہر گئے۔ وہاں آپؑ کی ملاقات حضرت شعیبؑ سے ہُوئی۔ آپؑ نے دس سال تک اُن کی خدمت کی۔ حضرت شعیبؑ نے آپؑ کی شادی اپنی بیٹی سے کردی۔ کچھ عرصے بعد آپؑ اپنی بیوی کے ساتھ واپس مصر کی طرف روانہ ہُوئے۔ راستے میں "کوہِ طور" پر اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو اپنا جلوہ دِکھایا اور پیغمبر بنائے جانے کی خوشخبری دی۔ آپؑ پر آسمانی کتاب "توراتؔ" نازِل ہُوئی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مُوسیٰؑ کو دو مُعجزے بھی دِیے۔ آپؑ اپنا ہاتھ بغل میں رکھ کر نکالتے تو وہ سُورج کی طرح چمکنے لگتا۔ آپؑ اپنی لاٹھی زمین پر پھینکتے تو وہ ایک بڑا سانپ بن جاتی۔

اللہ تعالیٰ کے حکم پر آپؑ نے فرعون کو خُدائے واحِد پر ایمان لانے اور بنی اِسرائیل پر ظُلم بند کرنے کی نصیحت کی، لیکن فِرعون نہ مانا۔ اُس نے مُوسیٰؑ کے مُعجزوں کا جواب دینے کے لیے جادُوگروں کو جمع کیا۔ مُوسیٰؑ نے اللہ کی دی ہُوئی قُدرت سے تمام جادُوگروں کو شکست دی۔ وہ سب آپؑ پر ایمان لے آئے جس پر فرعون نے تمام بنی اسرائیل کے قتل کا حُکم دے دیا۔ اِس پر اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو اپنی قوم کے ساتھ مِصر سے چلے جانے کی ہدایت فرمائی۔ آپؑ نے ایسا ہی کیا۔ فِرعون نے اپنے لشکر کے ساتھ آپؑ کا پیچھا کیا۔ دریائے نیل کے کِنارے پہنچ کر آپؑ نے اپنی لاٹھی دریا پر ماری تو بہتا ہُوا پانی رُک گیا اور اُس میں راستہ بن گیا۔ آپؑ اپنی قوم سمیت اِس سے گُزر گئے۔ فرعون بھی اپنے لشکر کے ساتھ اُسی راستے پر آگے بڑھا لیکن درمیان میں پہنچا تو رُکا ہُوا پانی پھر سے بہنے لگا اور فرعون اپنے تمام لشکر سمیت دریا میں غرق ہو گیا۔

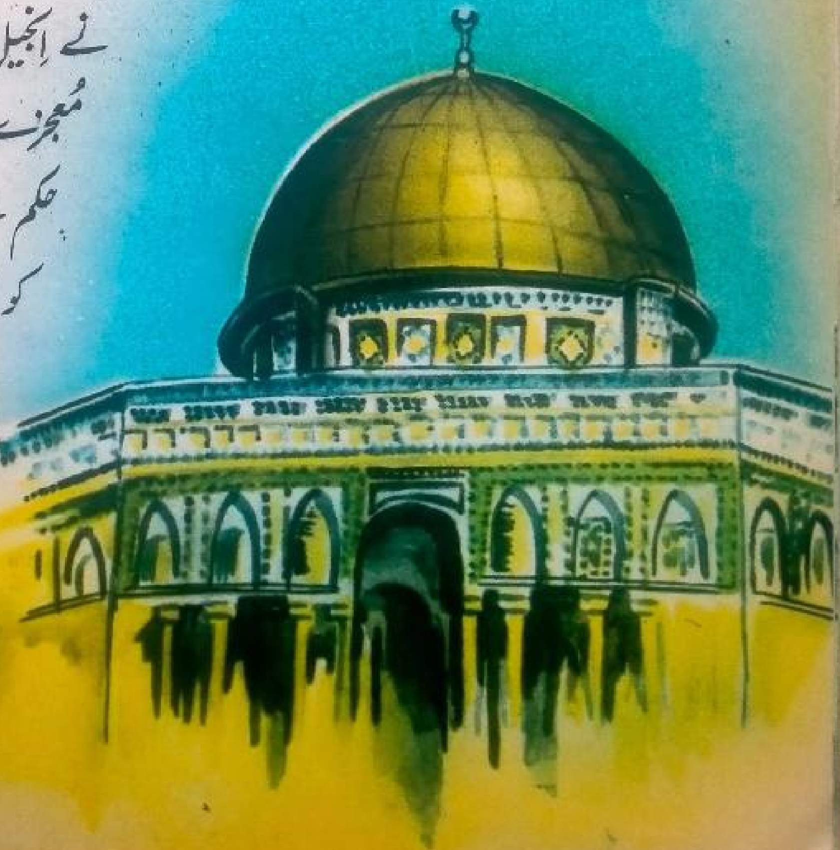


حضرت عیسیٰ علیہ السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام مُلکِ شام میں پیدا ہُوئے۔ آپؑ کی والدہ حضرت مریمؑ بڑی نیک خاتون تھیں۔ قرآنِ پاک میں کئی جگہ حضرت عیسیٰؑ کا ذکر آیا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام بنی اِسرائیل کی ہدایت کے لیے بھیجے گئے تھے۔ یہ قوم بڑی جُھوٹی اور ظالم تھی۔ بنی اسرائیل دُوسروں کا مال کھاتے اور نبیوںؑ تک کو قتل کر دیتے تھے۔ دین و اِیمان اور عِزّت کے بدلے مال، دولت اور لمبی زندگی چاہتے تھے۔ اُن کے عُلماء بھی خُدا کے احکام کی پَروا نہیں کرتے تھے اور لالچ کی خاطر حلال کو حرام اور حرام کو حلال قرار دے دیتے تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام پر اللہ تعالیٰ نے اِنجیل شریف نازل فرمائی۔ آپؑ کو مُعجزے بھی دیے گئے۔ آپؑ خُدا کے حکم سے بیماروں کو تندرُست اور اندھوں کو آنکھوں والا بنا دیتے۔ مُردوں کو زندہ کر دیتے۔ آپؑ شہر شہر، گاؤں گاؤں جاتے، لوگوں کو سیدھے راستے کی طرف بُلاتے اور اُن کی رُوح اور جسم دونوں کو شفا بخشتے۔ چند نیک اور



شریف لوگ آپؑ پر ایمان لے آئے۔ قرآنِ کریم نے اُن لوگوں کو "حواری" اور "انصار" کہا ہے، لیکن اُن کی تعداد بہُت ہی کم تھی۔

بچّو! بدبخت لوگوں نے ہمیشہ پیغمبروںؑ اور نیک لوگوں کی مخالفت کی ہے۔ وُہ خُود تو گُمراہ ہوتے تھے، اپنے ساتھ اور بہُت سے لوگوں کو بھی گمُراہ کرتے جبکہ پیغمبروںؑ کے ساتھی تھوڑے سے نیک بخت اور شریف لوگ رہتے۔ اِسی طرح بنی اسرائیل نے بھی حضرت عیسٰی علیہ السّلام کو بہُت دُکھ دیے۔آپؑ کی سخت مخالفت کی، طرح طرح کے الزام لگائے۔ آپؑ کو دُشمنی اور خطرے کی نِگاہ سے دیکھا، یہاں تک کہ اُس وقت کے بادشاہ کو آپؑ کے خلاف کر دیا۔ آخِر کار آپؑ پر مُقدّمہ چلایا گیا۔ بادشاہ نے آپؑ کو پھانسی کی سزا سنائی، لیکن اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو دُشمنوں کی سازش سے صاف بچا لیا اور آپؑ کو زِندہ اپنی طرف اُٹھا لیا۔

حضرت عیسٰی علیہ السّلام نے لوگوں کو محبّت اور صَبر کا سَبَق دیا۔

مُسلمانوں کا اِیمان ہے کہ حَضرت عیسٰی علیہ السّلام اللہ کے بندے اور بہُت بڑے پیغمبر ہیں۔

حضرت محمدؐ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

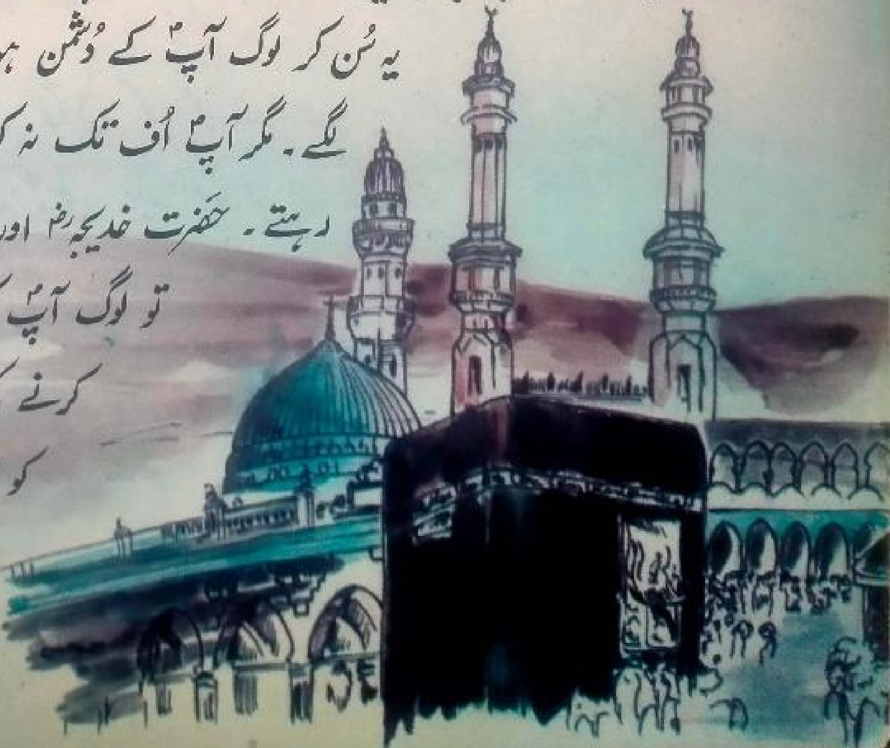
ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ عرب کے مشہور شہر مکہ میں پیدا ہُوئے۔ آپؐ کے والد کا نام حضرت عبداللہ اور والدہ کا نام بی بی آمنہ تھا۔ آپؐ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر قرآن کریم نازِل کیا جو کتابوں میں سب سے افضل ہے۔

ہمارے نبیؐ بچپن ہی سے بہُت نیک اور بڑے اِیمان دار تھے۔ مکّے کے سارے لوگ آپؐ کو صادق یعنی سچّا اور امین یعنی امانت دار کہہ کر پکارتے تھے۔ جب آپؐ جوان ہُوئے تو آپؐ کی شادی حضرت خدیجہؓ سے ہُوئی۔ حضرت خدیجہؓ بہُت نیک اور امیر خاتون تھیں۔ شادی کے بعد آپؐ زیادہ وقت غارِ حرا میں عبادت میں گزارتے۔

حضورؐ کی عُمر جب چالیس سال کی ہُوئی تو خُدا نے آپؐ کو نبی بنایا اور قرآنِ مجید نازل ہونا شروع ہُوا۔ ایک دن آپؐ نے لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا:

"لوگو! میں خُدا کا رسُول ہُوں۔ خُدا ایک ہے۔ اُسی کی عبادت کرو۔ بُتوں کی پُوجا چھوڑ دو۔ یہ بُت تو بے جان ہیں۔ نہ تمھیں فائدہ پُہنچا سکتے ہیں نہ نُقصان۔"

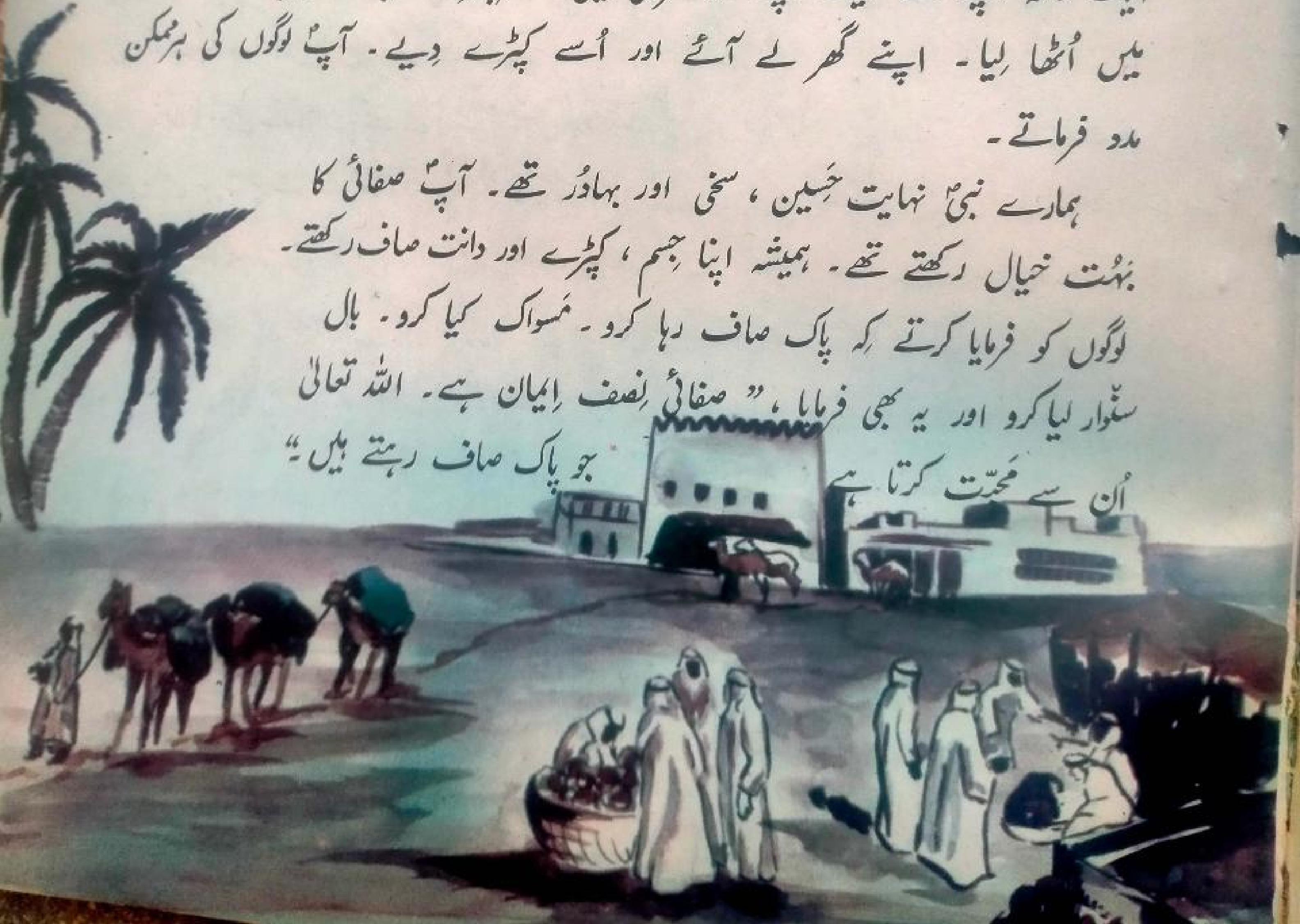
یہ سُن کر لوگ آپؐ کے دُشمن ہو گئے اور طرح طرح کی تکلیفیں دینے لگے۔ مگر آپؐ اُف تک نہ کرتے اور لوگوں کو خُدا کا پیغام سُناتے رہتے۔ حضرت خدیجہؓ اور حضورؐ کے چچا ابُو طالب کا اِنتقال ہوگیا تو لوگ آپؐ کو اور زیادہ ستانے لگے۔ آپؐ کو قتل کرنے کی سازش کی گئی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو خبر کر دی اور آپؐ اللہ تعالیٰ کے حُکم سے مکّہ سے مدینہ چلے گئے۔



اِس واقعہ کو ہجرت کہتے ہیں۔ حضرت محمّد صَلَّی اللہ عَلَیہِ وَآلِہٖ وسَلَّم کی پیدائش سے پہلے عرب کے لوگ بُت پرست تھے۔ خانۂ کعبہ میں تین سو ساٹھ بُت رکھے تھے۔ لوگ خُدا کو بھول چکے تھے۔ ایسی کوئی بُرائی نہ تھی جو اُن میں نہ تھی۔ شراب پیتے، جُوا کھیلتے، لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے اور لُوٹ مار کرتے۔ آپؐ نے اِن تمام خرابیوں کو دُور کیا۔ لوگوں کو ایمان کی روشنی دی۔ اچھی اچھی باتیں سِکھائیں۔ توحید کا سبق دیا اور صِرف تیئیس برس کی کم مُدّت میں اُنھیں ایک اچھی قوم بنا دیا۔

آپؐ بہت رحم دِل تھے۔ چھوٹے بچّوں سے بہُت پیار کرتے تھے۔ کھانے کی کوئی چیز آپؐ کے پاس آتی تو مجلس میں جو سب سے کم عُمر ہوتا پہلے اُسے دیتے۔ ایک دفعہ آپؐ نے ایک بچّے کو سردی میں ننگا پھرتے دیکھا تو پیار کرکے گود میں اُٹھا لیا۔ اپنے گھر لے آئے اور اُسے کپڑے دِیے۔ آپؐ لوگوں کی ہرممکن مدد فرماتے۔

ہمارے نبیؐ نہایت حَسِین، سخی اور بہادُر تھے۔ آپؐ صفائی کا بہُت خیال رکھتے تھے۔ ہمیشہ اپنا جسم، کپڑے اور دانت صاف رکھتے۔ لوگوں کو فرمایا کرتے کہ پاک صاف رہا کرو۔ مِسواک کیا کرو۔ بال سنْوار لیا کرو اور یہ بھی فرمایا، "صفائی نِصف اِیمان ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن سے محبّت کرتا ہے جو پاک صاف رہتے ہیں۔"



مولانا غلام ربّانی لودھیؒ

مولانا غلام ربانی لودھی بہُت باہمّت اِنسان تھے۔ ہمیشہ سچ بولتے، سچ کے لیے ہر تکلیف سہتے اور سادگی پسند کرتے تھے۔ آپ 1899ء میں سرائے صالح میں مولوی برکت اللہ کے گھر پیدا ہُوئے۔ میٹرک پاس کرنے کے بعد اسلامیہ کالج پشاور میں داخل ہُوئے۔ اُس زمانے میں ہمارے مُلک پر انگریزوں کا قبضہ تھا۔ انگریزوں سے آزادی حاصل کرنے کی کوششیں ہو رہی تھیں۔ آپ بھی آزادی کی جدّوجُہد میں شامل ہو کر دہلی جا پُہنچے۔ وہاں جامعۂ مِلیہ میں مولانا محمد علی جوہر جیسے عظیم اُستاد کے شاگرد ہُوئے۔ ایک تبلیغی وفد کے ساتھ ایبٹ آباد آئے تو گرفتار کر کے ضلع بدر کر دیے گئے۔ ڈپٹی کمشنر نے اپنا حکم واپس لینے کے لیے آپ سے وعدہ لینا چاہا کہ آپ آیندہ انگریزوں کے خلاف کوئی کام نہیں کریں گے۔ آپ نے یہ بات نہ مانی۔ آپ پشاور آئے اور انگریزوں کے خلاف تقریریں کیں۔ پشاور کے ڈپٹی کمشنر نے بُلا کر کہا "تم کیوں بدمعاشی کرتے ہو؟" مولانا نے جواب دیا "آپ کے باپ دادا جو آزادی حاصل کرنے کے لیے لڑ رہے تھے کیا آپ اُنھیں بھی بدمعاش کہیں گے۔" اِس پر آپ پشاور سے بھی ضلع بدر کر دیے گئے۔

مولانا لودھی نے آزادی کے لیے بہُت مُصیبتیں برداشت کیں اور قید کاٹی۔ زمیندار اور بعض دُوسرے رسالوں میں نہایت جرأت سے لکھا۔ کشمیر میں نصرت الاسلام کالج میں، پھر امرتسر کے ایک کالج میں پڑھایا۔ پاکستان بن جانے کے بعد ایم۔اے۔او کالج لاہور میں پڑھاتے رہے۔ آزادی کی جدّوجُہد کے دَوران آپ نے بی۔اے کیا اور حدیث کی سند بھی حاصل کی۔ کئی کتابیں لکھیں اور بعض عربی کتابوں کا ترجمہ بھی کیا۔ آپ نے تمام عُمر زبان اور قلم سے اِسلام کی خدمت کی۔ مولانا نے 1974ء میں وفات پائی اور اپنے گاؤں میں دفن ہُوئے۔

